زیاراتِ ترکی
(تحریر و تصاویر کے آئینے میں)
مزارِ پُر انوار سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ
خصوصی تذکرہ
درگاہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ
قونیہ شریف
افتخار احمد حافظ قادری

کُرسی رومی
اورینٹل کالج
جامعہ پنجاب لاہور، پاکستان

No. D/ 141 /RC/OC

Dated: 20/08/2013

جناب افتخار احمد حافظ قادری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بحوالہ مراسلہ نمبرHB/TK/1/13 مورخہ 07 جولائی 2013ء

بر صغیر پاک و ہند میں پیرِ رومی کے نام سے مشہور مولانا جلال الدین رومی دنیائے تصوف کے ایک بلند و بالا، درخشندہ و تابندہ ستارۂ نور ہیں جس سے پھوٹنے والی شعاعوں نے صدیوں سے ذہنوں کو جلا بخشی ہے اور قلب و روح کو سکون و طمانیت سے مالا مال کیا۔ کئی صدیاں گزر جانے کے بعد بھی مولانا روم کے کلام و پیام کی تازگی نہ صرف قائم و دائم ہے بلکہ مشرق و مغرب میں اُس کی مقبولیت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ آزمائش اور رنج سے بوجھل زندگی اور حالات کی اذیتوں سے مجبور انسان مولانا روم کے اشعار و افکار سے روحانی اطمینان اور عزم و عمل کا درس حاصل کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی کرتا رہے گا۔ اِس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مثنوی مولانا رومی کا پیغام وقت اور زمانہ کی قید سے آزاد ہے اور عہد حاضر کے لیے نہایت حقیقت پسندانہ اور بر محل ہے۔ اِس کے علاوہ مولانا روم کی مثنوی اُس انسان کو اپنے تئیں از سرِ نو دریافت کرنے اور اپنے اصل کی جستجو میں سرگرمِ عمل ہونے کی نہ صرف ترغیب دیتی ہے بلکہ اُس کی رہنمائی بھی کرتی ہے۔

پاکستان میں ادب لکھنے اور شائع کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد موجود ہے جس کی ایک مثال آپ کی شخصیت ہے۔ میں نے آپ کی تین کتابیں بعنوان ''بارگاہ رومیؒ میں'' صفحات ۱۲۸، ''زیارات ترکی'' صفحات ۱۱۲ اور ''سفرنامہ زیارات ترکی'' صفحات ۱۲۸ کا مطالعہ مصروفیت کی بنا پر سرسری طور پر کیا ہے لیکن پھر بھی میں نے تینوں ایڈیشن کو بہت خوب پایا اور محسوس کیا ہے کہ آپ نے بڑی جانفشانی اور توجہ سے مشاہدہ کے بعد یہ زیارات اور سفرنامے مرتب کئے ہیں جن میں تقریباً تمام مقابر اور مساجد کا تفصیلی تعارف درج کیا ہے نیز سلسلہء مولویہ کے جانشین بزرگوں کا تعارف بھی بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ایڈیشن کا اسلوب تحریر سادہ، آسان فہم اور خوبصورت ہے۔ کتب میں موجود فور کلر تصاویر نے قاری کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ دلچسپی میں بھی اضافہ کر دیا ہے۔

اس کوشش پر میں جناب مصنف افتخار احمد حافظ قادری کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ اس سے بہت بہتر اور مدلل تحقیقی ریسرچ کرتے رہیں گے۔ شکریہ

ڈاکٹر دُرمُش بُلگُر
چیئرمین
رومی چیئر برائے ترکی زبان و ثقافت
اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور

Address

Rumi Chair, Oriental College, Allama Iqbal (Old) Campus, University of the Punjab, Lahore-Pakistan
Tel. Off: +92 42 99211815 E-mail: rumichair.oriental@pu.edu.pk / rumichairpu@hotmail.com

19/22

اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ

وَ رَسُوْلِکَ الْمُرْتَضٰی طَھِّرْ قُلُوْبَنَا

مِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُّبَاعِدُنَا عَنْ مُّشَاھَدَتِکَ

وَ مَحَبَّتِکَ وَاَمِتْنَا عَلَی السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ

وَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

خوشا قسمت کہ جس کی حضرتِ رومیؒ سے نسبت ہے

بھرا نورانیت سے اس کا دامانِ عقیدت ہے

زیاراتِ ترکی

خصوصی تذکرہ: درگاہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ قونیہ شریف ترکی

مصنف: افتخار احمد حافظ قادری

تاریخ اشاعت: جمادی الثانی 1429ھ بمطابق جون 2008ء

تعداد اشاعت: آٹھ صد (800)

ہدیہ: -/250 روپے

افتخار احمد حافظ قادری

بغدادی ہاؤس، گلی نمبر 9، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔

موبائل: 0344-5009536

خصوصی تذکرہ

درگاہِ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

دعائے خصوصی

حضرت السید
تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی
مد ظلہ العالی

از مؤلف
افتخار احمد حافظ قادری
1429ھ 2008ء

فہرست

صفحہ نمبر	تفصیل

وظیفۂ خداوندی و ملائکہ کرام

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود پاک پڑھنا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدِ اَلْفَاتِحِ لِمَا اُغْلِقَ
اَلْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ نَاصِرِ
الْحَقِّ بِالْحَقِّ وَالْهَادِیْ اِلٰی
صِرَاطِکَ الْمُسْتَقِیْمِ وَ
عَلٰی آلِہٖ حَقَّ قَدْرِہٖ
وَمِقْدَارِہِ الْعَظِیْمِ

انتسابِ کتاب

بنام

قافلہ سالارِ عشق

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

اور

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ

حضرت سلطان ولد چلپی رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ عارف اولو چلپی رضی اللہ عنہ

الفقیر افتخار احمد حافظ قادری

ھدیۂ شکر

اللہ تبارک وتعالٰی کی بارگاہِ اقدس میں نہایت عجز و انکساری کے ساتھ شکر بجالاتا ہوں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اور اولیائے کرام کے صدقے اس بندۂ ناچیز کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ ان نفوس قدسیہ کے ذکر کو عام کرنے کی ایک ادنٰی سی کوشش میں مصروف ہے اور اب اسی کے فضل و کرم سے ترکی میں موجود زیاراتِ مبارکہ کا تذکرہ شائع ہو رہا ہے۔

یہ سب انہی بزرگوں کی نگاہِ کرم اور تصرف کا نتیجہ ہے۔ اسی لئے تو

میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

اس بندۂ ناچیز کو تین مرتبہ ملک ترکی میں موجود زیارات مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ان تین سفروں میں ترکی میں موجود جن مقاماتِ مقدسہ پر حاضر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی کتاب ھذا میں انہی اولیائے کرام اور مقاماتِ مبارکہ کا تذکرہ مقصود ہے۔ کیونکہ بزرگوں کا ذکر کرنے سے اللہ تبارک وتعالٰی کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

تنزل الرحمة عند ذكر الصالحين

دعا ہے کہ ان بزرگوں کے ہاں اس بندۂ ناچیز کی یہ کوشش بھی شرف قبولیت پا جائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الفقیر الی اللہ ورسولہ

افتخار احمد حافظ قادری

زیارات
ترکی

قرآن پاک میں زمین کی سیر و سیاحت کے ساتھ ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے آثار مبارکہ کی زیارت کرنے کا بھی ارشاد خداوندی موجود ہے۔ یہ ارشاد مبارک اپنے اندر وسیع معانی کا ذخیرہ محفوظ کئے ہوئے ہے۔ دنیاوی اسباب کی موجودگی کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ اگر ذوق وشوق کی دولت سے بھی نوازے تو مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کیلئے ایک مرتبہ ترکی ضرور جانا چاہئے۔

ہمارے ہاں ایک تاثر پایا جاتا ہے کہ ہم ترک عوام کی ظاہری شکل وصورت دیکھتے ہی فوراً غلط فہمی کا شکار ہوجاتے ہیں اور اپنے تئیں یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ لوگ تو دینِ اسلام سے بہت دور ہوں گے۔ یہ تاثر بالکل غلط اور اصل صورت حال اس سے بالکل مختلف ہے۔ بحمد اللہ! ترکی کے اندر اسلام موجود ہے۔ اولیائے کرام کے آستانے موجود ہیں جن سے لوگ آج بھی فیض حاصل کر رہے ہیں۔ ترکی کیا! اب تو مغرب میں بہت تیزی سے اسلام پھیل رہا ہے اور اس میں ہماری کوئی سعی وکوشش شامل نہیں بلکہ یہ اولیائے کرام کی تعلیمات اور ان کے ملفوظاتِ مبارکہ کا نتیجہ ہے۔ ایک اعداد وشمار کے مطابق سال 2007ء میں مغرب میں سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتاب صوفی بزرگ اور ولی کامل حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کی مثنوی شریف کا انگریزی ترجمہ ہے۔

ترک عوام پاکستانیوں سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ یہ قوم صبر وتحمل، اخلاق اور نظم وضبط میں اپنی مثال آپ ہے۔ ترک حجاج جس ترتیب وتنظیم کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے نظر آتے ہیں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ مدینہ طیبہ طاہرہ میں جس ادب، خاموشی اور عقیدت واحترام کا مظاہرہ یہ قوم کرتی ہے اسے دیکھ کر رشک آتا ہے۔

یوں تو پورے ترکی میں ہر دور کی یادگاریں قابل دید ہیں لیکن بالخصوص اس کے تین شہروں استنبول، انقرہ اور قونیہ شریف میں بے شمار اولیائے کرام کے مزاراتِ مبارکہ، مساجد اور تاریخی اہمیت کے مقامات لائق زیارت ہیں۔

استنبول
☆ تبرکاتِ مبارکہ
☆ مزاراتِ مقدسہ
☆ مساجد
☆ عثمانی سلاطین کے مقبرے

شہر استنبول دو براعظموں ایشیا اور یورپ میں واقع ہے۔ اپنے خوبصورت منظر اور موقع کے اعتبار سے شاید ہی کوئی دوسرا شہر اس کا ثانی ہو۔ یہ شہر کئی صدیوں تک اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا اور اہم مرکز رہا ہے۔ یہ ہی وہ شہر قسطنطنیہ ہے کہ جس کے فاتح امیر و لشکر کیلئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت فرمائی تھی۔ پھر شہر ادرنہ میں عثمانی سلطان مراد ثانی کے ہاں 29 مارچ 1432ء کو پیدا ہونے والا ایک سعادت مند بچہ جس کا نام "**محمد**" تھا، ایک بزرگ حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کے نتیجے میں 29 مئی 1453ء کو قسطنطنیہ پر غلبہ حاصل کر کے دنیا میں "**فاتح**" کے لقب سے مشہور ہوا۔ استنبول شہر کو مسجدوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ اسی شہر کے ایک محل "**طوپ قاپی سرائے**" میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات مقدسہ موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار صحابہؓ کرام، بزرگانِ دین، اولیاء اللہ اور سلاطینِ عثمانیہ کے مزاراتِ مبارکہ و تاریخی مقامات قابل دید ہیں۔

تبرکات نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طوپ قاپی محل کا شمار دنیا کے قدیم ترین محلات میں ہوتا ہے یہ محل وسیع و عریض رقبہ پر پھیلا ہوا عمارتوں کا غیر معمولی مجموعہ ایک عجیب و غریب نظارہ پیش کرتا ہے۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد سلطان محمد الفاتح کے حکم سے اس محل کی تعمیر شروع ہوئی۔ 1465ء تا 1853ء تک یہ محل سلاطین عثمانیہ کے سرکاری دفاتر اور رہائش گاہوں کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ 1921ء میں سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد اس کو عجائب گھر میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس محل میں بے شمار عثمانی ادوار کے تاریخی آثار قابل دید ہیں۔ اسی محل کی ایک عمارت تبرکاتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مخصوص کی گئی ہے۔ اکثر سیاح حضرات اسی عمارت کی طرف زیادہ متوجہ رہتے ہیں۔ اس عمارت کے ایک مخصوص کمرہ کے باہر جہاں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات مبارکہ محفوظ ہیں ایک قاری ہر وقت نہایت ہی پر کیف و دلکش آواز میں تلاوتِ کلام پاک میں مصروف رہتے ہیں۔ بحمد اللہ! ان تبرکات مقدسہ کی دو بار زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

تبرکات مبارکہ کا مختصر تعارف

تبرکات نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

- ☆ خوبصورت سنہری صندوق میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ مبارک
- ☆ خوبصورت سنہری صندوق میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دندان مبارک
- ☆ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد موئے مبارک شیشہ کی الماریوں میں فریموں میں محفوظ ہیں

☆ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار مبارک، تیر کمان اور علم شریف
☆ خوبصورت سنہری صندوق میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر مبارک
☆ شیشے کی خوبصورت الماریوں میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطوط مبارکہ
☆ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقش پا مبارک
☆ دو سنہری ڈبیوں میں قبر انور کی خاک مبارک
☆ حجرۂ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاف مبارک کے قطعات

خانہ کعبہ کے تبرکات

☆ خانہ کعبہ کا لکڑی کا قدیم دروازہ
☆ مقام ملتزم کا پتھر
☆ میزاب رحمت
☆ خانہ کعبہ کے تالے اور چابیاں
☆ غلاف کعبہ کے مختلف قطعات

متفرق تبرکات مقدسہ

☆ ہرن کی کھال پر لکھا ہوا قرآن پاک
☆ چار خلفائے راشدین کی تلواریں اور چند دوسرے صحابہ کرام کی تلواریں
☆ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی دو ٹوپیاں
☆ عصائے موسیٰ علیہ السلام
☆ حضرت داؤد علیہ السلام کی تلوار
☆ حضرت یوسف علیہ السلام کا عمامہ شریف

﴿ان مذکورہ تبرکات کے علاوہ بھی کئی تبرکات قابل دید ہیں﴾

مزارِ مبارک حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

ساتویں صدی عیسوی میں جو قافلہ فتح قسطنطنیہ کیلئے روانہ ہوا تھا اس میں حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ دورانِ راہ آپ بیمار ہو گئے اور وصیت فرمائی کہ اگر اس سفر کے دوران میرا انتقال ہو جائے تو میرے جسم کو ساتھ لے جا کر قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دینا۔ چنانچہ راستے میں ہی آپ کا وصال ہو گیا اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسدِ اطہر کو

قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر دفن کر دیا گیا۔ لیکن مرورِ زمانہ کے ساتھ آپ کی قبر مبارکہ کا ظاہری نشان باقی نہ رہا۔ پندرھویں صدی عیسوی میں جب سلطان محمد الفاتح کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہوا تو سلطان نے حکم دیا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک تلاش کیا جائے۔ تا کہ اس پر ایک بہترین مزار مبارک تعمیر کروایا جائے جس پر آپ کے روحانی استاد حضرت آق شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جگہ کی نشاندہی فرمائی۔ اور پھر اس مقام پر سلطانِ وقت نے ایک عظیم عمارت تعمیر کروائی۔

مزار مبارک حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ مرکزِ شہر استنبول سے باہر واقع ہے۔ اس پورے علاقے کو آپ ہی کے نام مبارک "**ایوب سلطان**" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ شہر سے یہاں پہنچنے کیلئے ہر وقت باآسانی بسیں، ٹیکسیاں اور پرائیویٹ کاریں مل جاتی ہیں۔ جمعہ والے دن تو آپ کے مزار مبارک اور مسجد میں بے پناہ رش ہوتا ہے اور عید کا سماں معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم کہ اس عظیم صحابی و میزبانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں تین بار حاضری اور تین جمعۃ المبارک ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ 16 جولائی 2004ء بروز جمعۃ المبارک ہم اپنے بزرگ میزبان شیخ عثمان صاحب (اب ان کا وصال ہو چکا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو غریقِ رحمت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے، ہمارے قیام استنبول کے دوران انہوں نے ہماری خدمت کی انتہا کر دی تھی) کے ہمراہ جب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری اور جمعۃ المبارک کی ادائیگی کیلئے پہنچے تو شیخ عثمان صاحب نے انتظامیہ کے ایک ذمہ دار شخص کو ترکی زبان میں ہمارے بارے میں کچھ بتایا جس پر انتظامیہ نے ہمیں حضرت سیدنا ابوایوب انصاری کے مزار مبارک کے کمرۂ خاص میں جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ جہاں پر عام حالات میں اندر آنے کی قطعاً اجازت نہیں۔ اس مخصوص کمرۂ مزار مبارک کا جالی دار دروازہ ہے اور باہر کی طرف شیشہ لگا ہوا ہے۔ جس کے پیچھے ایک طویل ہال میں لوگ کھڑے ہو کر زیارت کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ لیکن ہم گناہگاروں پر آپ نے خصوصی تصرف و کرم اور میزبانی فرمائی کہ عین مزار مبارک کے قریب پہنچ کر حاضری دینے اور مزار مبارک کو بوسہ لینے کا شرف حاصل ہونے کے ساتھ آپ کے مزار مبارک پر دو عدد چادروں کا نذرانہ بھی پیش کیا۔ اس مقام پر نوافل ادا کئے، سب کیلئے دعائیں کیں اور نمازِ جمعہ بھی اس متبرک و مقدس مقام پر ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ترکی فن تعمیر کا عظیم شاہکار ہے اور انتہائی پر کیف مقام ہے۔ ترکی کے اکثر لوگ روحانیت اور سکون قلب کیلئے اس مقام پر حاضری دیتے ہیں۔ مزار مبارک کے سامنے والی دیوار میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقش پا محفوظ ہے۔ لوگ اس نقش مقدس کی زیارت کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک ترکی شخص نے مجھے بتایا کہ ترکی میں جو شخص سکون کا متلاشی ہو تو وہ استنبول میں حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوتا ہے یا قونیہ شریف میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر تسکین روح و قلب حاصل کرتا ہے۔

شہر استنبول میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے 31 مزارات مبارکہ بتائے جاتے ہیں ان کے مقامات اور تعداد اس طرح سے ہیں۔

تعداد مزارات مبارکہ	نام علاقہ	نمبر شمار
4	ایوب سلطان	1
16	ایوان سرای	2
3	کراکوی	3
1	بلاط	4
2	فاتح	5
2	ایمینیو	6
2	اسکودار	7
1	سلطان احمد	8

دو گیلانی شہزادوں کے مزارات مبارکہ

استنبول کی ایک مسجد (Arpa Cilar) میں دو گیلانی شہزادوں کے مزارات مبارکہ ہیں۔ اس مقام پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا ان کے اسماء مبارکہ قطب العارفین الشیخ محمد الگیلانی القادری اور الشیخ علی الگیلانی القادری ہیں۔ الشیخ محمد الگیلانی سلطان محمد الفاتح کی فوج کے سپہ سالار تھے۔

درگاہ حضرت پیر سید نور الدین الجراحی رضی اللہ عنہ

حضرت پیر سید نور الدین الجراحی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد محترم کی طرف سے

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت سیدنا عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت با سعادت سوموار شریف 12 ربیع الاول 1089ھ کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم استنبول کے نامور اساتذہ سے حاصل کی۔ فن قرأت میں حضرت یوسف آفندی کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ 19 سال کی عمر میں قانون کی اعلیٰ ڈگری حاصل کرنے کے بعد سلطنتِ عثمانیہ کی طرف سے مصر میں چیف جسٹس کے عہدہ پر تقرری کے احکامات جاری ہوئے لیکن جس دن بذریعہ کشتی آپ کی مصر روانگی تھی۔ اس روز شدید طوفان کی وجہ سے آپ سفر نہ کر سکے، انہی ایام میں اپنے چچا حاجی حسین آفندی سے ملاقات کیلئے چلے گئے جن کے گھر کے قریب خلوتیہ سلسلہ کی مرکزی درگاہ واقع تھی اور اس وقت درگاہ کے متولی الحاج علی علاؤ الدین کستمد یلی رضی اللہ عنہ اپنے روحانی فیض سے ایک عالم کو سیراب فرما رہے تھے۔ آپ کے چچا حضرت نور الدین کو لے کر حضرت شیخ علی علاؤ الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے استقبال کرتے ہوئے فرمایا خوش آمدید! میرے بیٹے نور الدین، خوش آمدید! اور حکم دیا کہ اے نور الدین! دنیا کو پس پشت ڈال کر راہِ تصوف اختیار کرو۔ جس پر حضرت نور الدین نے دنیاوی عہدہ سے معذرت کے بعد حضرت شیخ علاؤ الدین کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کرنا شروع کر دیں۔ 1115ھ 26 سال کی عمر میں آپ کے مرشد کریم نے آپ کو خرقۂ خلافت سے نوازنے کے بعد دو درویش خدام (حضرت سلیمان ولی الدین اور حضرت محمد حسام الدین) کے ہمراہ علاقہ کرا گمرک (جہاں پر اب آپ کا مزار مبارک ہے) میں پہنچ کر خلق خدا کی تربیت کا حکم فرمایا۔ دوسری طرف علاقہ کرا گمرک میں مسجد **چنفدا خاتون** کے مؤذن اسماعیل آفندی کو خواب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر نور الدین الجراحی کی آمد اور ایک درگاہ کھولنے کا اعلان فرمایا اور مؤذن اسماعیل آفندی سے فرمایا کہ وہ مسجد میں آپ کیلئے ایک کمرۂ خلوت تیار کرے۔ مؤذن نے صبح ہوتے ہی حضرت نور الدین الجراحی کیلئے ایک کمرہ تیار کروایا اور خود آپ کا انتظار کرنے لگا۔ ادھر حضرت پیر نور الدین الجراحی اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ اسکودار سے ایک کشتی کی ذریعے روانہ ہوئے۔ کشتی کے سفر کے بعد طویل پیدل سفر کرتے ہوئے جب مسجد **چنفدا خاتون** کے سامنے سے گزرے تو مؤذن اسماعیل آفندی نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کیا تم نور الدین الجراحی نہیں ہو؟ جس پر حضرت نور الدین الجراحی نے فرمایا، کیا تم اسماعیل مؤذن نہیں ہو؟ جو ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ پھر اسماعیل آفندی نے اس مخصوص کمرہ کی چابی آپ کے حوالے فرمائی۔ جہاں آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مقیم ہونے کے بعد خلق خدا کی رہنمائی اور روحانی تربیت میں مصروف ہو گئے۔ اسی مسجد کے قریب ایک

فوت شدہ شخص بکر آفندی کا مکان فروخت ہو رہا تھا، حضرت نور الدین الجراحی نے اس کے وارثوں کو پیغام بھیجا کہ وہ یہ مکان درگاہ کیلئے خریدنا چاہتے ہیں۔ اسی رات عثمانی سلطان احمد ثالث کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلطان وقت کو فرمایا کہ اس جگہ کو حضرت نور الدین کی درگاہ کیلئے خرید ا جائے۔ صبح ہوتے ہی عثمانی سلطان نے وہ جگہ خریدنے کے بعد حضرت پیر نور الدین الجراحی کے حوالے کی کہ یہاں پر درگاہ تعمیر کی جائے۔ بحمد اللہ! رب کائنات کے خصوصی فضل و کرم اور مہربانی سے اس بندۂ ناچیز کو وہ درگاہ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم مبارک پر تعمیر ہوئی اس کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم بروز سوموار 26 جولائی 2004ء اس بابرکت درگاہ میں اپنے میزبان حضرت شیخ عثمان صاحب کی معیت میں حاضر ہوئے۔ بارگاہ حضرت پیر سید نور الدین الجراحی میں سلام پیش کیا۔ متولی صاحب سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ جنہوں نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے ہم سے کافی دیر گفتگو فرمائی اور اس بندۂ ناچیز کو سلسلۂ جراحیہ پر ایک تفصیلی کتاب کا نذرانہ بھی پیش کیا۔ اس درگاہ مبارک میں ہفتہ میں تین دن محافل منعقد ہوتی ہیں۔ جس میں محفل سماع اور رقص رومی بھی پیش کیا جاتا ہے۔ نماز عصر کے بعد لوگ اس درگاہ میں اکٹھا ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر ایک دائرے کی صورت میں بیٹھ جاتے ہیں۔ متولی صاحب ذکر جہر کرواتے ہیں دعا کے بعد نماز مغرب باجماعت ادا کی جاتی ہے اور پھر تمام حاضرین میں کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔

درگاہ حضرت پیر نور الدین الجراحی کے بارے میں یہ روایات بھی کثرت سے مشہور ہیں کہ اس درگاہ میں مانگی ہوئی دعائیں قبول و منظور ہوتی ہیں۔

مساجد استنبول

استنبول کو مساجد کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ ہر علاقہ میں کئی کئی مساجد موجود ہیں۔ اکثر مساجد عثمانی سلاطین کی یادگاریں ہیں اور اب کچھ نئی بھی تعمیر ہو چکی ہیں۔ چند مساجد کے اسماء اور ان کے مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نام مسجد	علاقہ
مسجد خرقۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم / مسجد سلطان محمد الفاتح / مسجد غازی احمد پاشا / مسجد مہر ماہ سلطان / مسجد مراد پاشا / مسجد رمضان آفندی / مسجد سلطان سلیم / مسجد سنبل آفندی	فاتح

مساجد	علاقہ
مسجد عزیز محمود ھدائی / مسجد شمسی پاشا	اسکودار
مسجد بایزید / مسجد لالیلی / مسجد محمود پاشا / مسجد نور عثمانیہ / مسجد رستم پاشا / مسجد سلیمانیہ / مسجد سلطان احمد	ایمینیو
مسجد بیک بحمد اللہ اس مسجد میں مؤرخہ 24 جولائی بروز ہفتہ مغرب کی آذان دینے اور جماعت کروانے کا شرف حاصل ہوا۔	بیک

ایا صوفیہ عجائب گھر

یہ عمارت کئی صدیوں تک عالم عیسائیت کا سب سے بڑا گرجا رہا۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد جب یہ اسلامی سلطنت کا حصہ بن گیا تو سلطان محمد الفاتح نے اس میں نماز کی ادائیگی کا حکم دیا لیکن اس وقت یہ مقام ایک قومی عجائب گھر کی صورت میں محفوظ ہے اور اس میں بے شمار اشیاء قابل دید ہیں۔

عثمانی سلاطین کے مقبرے

استنبول میں کئی عثمانی سلاطین کے مقبرے موجود ہیں۔ جو عثمانی فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہیں اور قابل دید ہیں۔ ہم تمام مقبروں پر تو حاضر نہ ہو سکے لیکن حتی الامکان ان سلاطین کے مقبروں میں ضرور حاضری دی کہ جن کا کسی طور حرمین شریفین اور اولیاء اللہ سے رابطہ رہا۔ سلطنت عثمانیہ کی طوالت کا اصل راز بھی ان سلاطین کی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے نسبت، خدمت اور بزرگان دین سے تعلق اور حاضری تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ترک سلاطین کے عشق ومحبت کا اگر اندازہ لگانا ہو تو آج بھی ترک سلاطین کی مسجد نبوی شریف میں تعمیرات سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ان سلاطین نے اپنے دور خلافت کے دوران حجاز مقدس میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ولادت سے لے کر وصال مبارک تک کے ہر لمحہ سے وابستہ مقام کو آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ کرنے کا اہتمام کیا۔ اس وقت بھی مسجد نبوی شریف میں بارہ زینوں والا انتہائی خوبصورت اور سونے کے کام سے مزین منبر شریف عثمانی سلطان مراد ثالث کی یادگار ہے۔ جو اس سلطان نے 998ھ میں ارسال کیا تھا۔ صاحب مرآۃ الحرمین (صفحہ 471) اس منبر شریف کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ **وھو من عجائب الدنیا لا یوجدلہ مثیل** کہ اس منبر شریف کا دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا ہے جس کی مثال ملنا محال ہے۔

مقبرہ سلطان محمد الفاتح

یہ مقبرہ اسی سلطان کے نام سے منسوب علاقہ "فاتح" میں موجود ہے اور عثمانی فن تعمیر کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ اس سلطان نے بیس سال کی عمر میں امور سلطنت سنبھالے۔ مشہور بزرگ حضرت آق شمس الدین کی زیر تربیت رہنے کے نتیجے میں 29 مئی 1453ء قسطنطنیہ فتح کر کے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ کے مستحق ٹھہرے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ "جو قسطنطنیہ کو فتح کرے گا وہ عظیم امیر ہو گا اور اس کا لشکر بھی عظیم لشکر ہوگا"۔

مقبرہ سلطان سلیم اول

اس عظیم سلطان کا مقبرہ علاقہ فاتح کے قریب "**چار شنبہ**" میں موجود ہے۔ یہ سلطان صرف ایک قسم کا کھانا لکڑی کی پلیٹ میں کھایا کرتے تھے۔ عظیم اسکالر مولانا عبدالحلیم کے زیر تربیت رہے طوپ قاپی محل میں موجود تبرکات مقدسہ میں اکثر تبرکات نبویہ فتح مصر کے بعد سلطان سلیم اول ہی لے کر آئے تھے۔ فتح مصر کے بعد اہل مدینہ منورہ کا رابطہ سب سے پہلے اسی سلطان سے ہوا۔

مقبرہ سلطان سلیمان اول القانونی

یہ سلطان سلیم اول کے صاحبزادے ہیں جو بے شمار عظیم القابات سے نوازے گئے۔ 46 سال تک حکومت کی۔ شہر مدینہ منورہ کی فصیل تعمیر کروائی۔ سفید اور سرخ سنگ مرمر سے روضہ مبارکہ کے ستون تعمیر کروائے۔ اس عظیم سلطان کا مقبرہ علاقہ "**سلیمانیہ**" میں ہے۔

مقبرہ سلطان عبدالحمید اول

سلطان عبدالحمید اول انتہائی دینی و مذہبی حکمران تھے یہاں تک کہ آپ کو "**ولی**" کا لقب دیا گیا۔ 1789ء میں انتقال ہوا اور علاقہ Bahcekapi میں اپنے تعمیر کردہ مقبرہ میں دفن ہوئے۔ اس مقبرہ کی ایک دیوار میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقشِ پا موجود ہے۔

مقبرہ سلطان محمود دوم

سلطان عبدالحمید اول کے صاحبزادے ہیں۔ 25 سال کی عمر میں نظام حکومت سنبھالا۔ 1817ء میں گنبدِ خضراء شریف کی تعمیر کروائی جو اب تک موجود ہے۔ گنبد مبارک پر سب سے پہلے سبز رنگ اسی سلطان نے کروایا۔ 54 سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ سلطان محمود دوم کے جنازے میں انتہائی ہجوم تھا۔ آپ کا مقبرہ علاقہ Divan Yolu میں واقع ہے۔

مقبرہ سلطان عبدالمجید اول

سلطان محمود کے صاحبزادے ہیں۔ 25 اپریل 1823ء کو ولادت ہوئی۔ مسجد نبوی شریف اور

روضہ نبویہ کی عمارت مجیدیہ اسی سلطان نے تعمیر کروائی۔ سلطان مصر اشرف قایتبای کی مسجد نبوی کی تجدید و توسیع کو کافی عرصہ گزر چکا تھا چنانچہ ایک بار پھر نئے سرے سے مسجد نبوی کی تعمیر کی ضرورت پیش آئی۔ عثمانی سلطان عبدالمجید اول نے استنبول شہر سے باہر ایک بستی تعمیر کروائی جس میں دنیا بھر سے ماہرین تعمیرات اور ماہرین فنون ونقوش کو اکٹھا کیا گیا۔ سلطان وقت خود اس بستی میں تشریف لائے اور ان تمام ماہرین کو اپنے مستقبل کے منصوبے سے آگاہ کیا کہ وہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے ہر ہنر منداپنے بچے کو پورا فن سکھائے اور ساتھ ساتھ قرآن پاک بھی حفظ کروائے۔ چنانچہ ایک عرصہ کے بعد حفاظ کی ایک اعلیٰ جماعت اپنے علوم وفنون کے ساتھ تیار ہوگئی۔ پھر یہ حفاظ وعاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت مطلوبہ ساز وسامان کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہوئی اور مدینہ منورہ سے 12 میل باہر ایک بستی میں قیام پذیر ہوئے تاکہ تعمیرات کا شوروغل حرم نبوی میں نہ پہنچے۔ دوران تعمیر بھی اگر کسی پتھر یا لکڑی کو درست کرنے کی ضرورت پیش آتی تو اس کو اس بستی میں لاکر ٹھیک کیا جاتا۔ تمام کارکنوں و ہنر مندوں اور ماہرین کو ہدایت تھی کہ وہ اس ساری تعمیرات کے دوران باوضو رہیں اور دوران کام تلاوت کلام پاک بھی جاری رہے۔ اس عاشقانہ تعمیر میں ترکوں کے جذبۂ ایمانی اور عشق ومحبت کی جھلک کے علاوہ آج بھی یہ تعمیر اہل ایمان کے دلوں کو ایسا سکون عطا کرتی ہے جس کا الفاظ میں بیان ممکن نہیں۔ تعمیر کے بعد یہ ساری عمارت **"عمارت مجیدیہ"** کے نام سے مشہور ہوئی اور اس کے ایک دروازہ کا نام سلطان کے نام پر **"باب مجیدی"** بھی رکھا گیا۔ باب السلام اور باب الرحمت کے دروازے اب تک اسی سلطان کی یاد دلاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سلطان کے اخروی درجات میں مزید اضافہ فرمائے۔ اس عظیم سلطان کا مقبرہ علاقہ **"چار شنبہ"** میں مقبرہ سلطان سلیم اول کے قریب واقع ہے۔ مقبرہ میں چار قبور ہیں ایک سلطان عبدالمجید اول کی، ایک ان کی زوجہ کی اور دو بچوں کی قبور ہیں۔

قارئین کرام! صرف ایک شہر استنبول میں ہی اتنے مقامات مقدسہ ہیں کہ ان پر حاضری کیلئے ایک طویل وقت درکار ہے۔ استنبول کے مذکورہ مقامات کے علاوہ جن مقامات پر حاضری ہوئی درج ذیل ہیں۔

- ☆ ایک پہاڑ کی چوٹی پر حضرت یوشع علیہ السلام کی طویل ترین قبر
- ☆ علاقہ اسکودار میں ولی کامل حضرت شیخ محمود حدائی اور حضرت شیخ یحییٰ کے مزارات مبارکہ
- ☆ علاقہ میولانا قاپی میں مزار مبارک حضرت مرکز آفندی
- ☆ علاقہ کوچہ مصطفیٰ پاشا میں مزار مبارک حضرت سنبل آفندی

ادرنہ

سلاطینِ عثمانیہ کا دوسرا دارالخلافہ

تاریخی شہر ادرنہ استنبول سے 230 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ عثمانی سلاطین نے شہر بُرصہ کے بعد اس شہر کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ یہ شہر یورپ کے بڑے شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ سلطان مراد اول نے 1361 میں ادرنہ کو عثمانی دارالسلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ اس تاریخی شہر میں عثمانی سلاطین کی بے شمار یادگاریں اب تک موجود ہیں جو قابل دید ہیں۔ سفر ترکی کے دوران ہمیں بھی اس تاریخی شہر کو دیکھنے کا موقع ملا۔ شہر ادرنہ کی مذہبی و تاریخی یادگاریں دیکھنے کیلئے ایک دن کافی ہے۔ استنبول شہر سے آرام دہ بسیں ادرنہ کے لئے بذریعہ ہائی وے وقفہ وقفہ سے رواں دواں رہتی ہیں۔ ہم صبح ½9 بجے والی بس سے ادرنہ کے تاریخی شہر کیلئے روانہ ہوئے۔ دوران سفر بس والوں کی طرف سے تواضع ہوتی رہی تقریباً ڈھائی گھنٹے کے بعد ہم ادرنہ شہر کے مرکزی بس سٹینڈ پر اتر گئے۔ پھر وہاں سے مرکزِ شہر کیلئے ایک دوسری کوچ میں سوار ہو کر وسطِ شہر پہنچے۔ اترنے کے بعد جب بس والے سے کرایہ پوچھا تو کہنے لگا کوئی کرایہ نہیں کیونکہ مرکزِ شہر تک پہنچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ پورے سفر ترکی میں دیکھا گیا کہ لمبے روٹ والی بسیں شہر سے باہر اتار دیتی ہیں۔ اس کے بعد اسی کرایے میں مرکزِ شہر تک دوسری بسوں میں پہنچایا جاتا ہے۔ ادرنہ ایک خوبصورت اور سرسبز و شاداب شہر ہے اور صفائی کے اعلیٰ انتظام کے بھی کیا کہنے۔ پورے شہر میں لگے درخت اور پھول اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس شہر میں جن مذہبی و تاریخی مقامات کا دیکھنے کا موقع ملا ان کا مختصر تذکرہ۔

مسجد سلیمیہ

ادرنہ شہر کی سب سے خوبصورت اور وسیع مسجد سلیمیہ ہے۔ عثمانی سلطان سلیم دوم کی خواہش پر مشہور ترکی معمار "سنان" نے 1569 تا 1575 کے درمیان اسے تعمیر کیا۔ مسجد کے چاروں کونوں میں چار انتہائی خوبصورت اور اونچے مینار دور سے ہی اس مسجد کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ یہ مسجد عثمانی فن تعمیر کا عظیم نمونہ ہے اور قابل دید ہے۔ اس مسجد کے باہر ایک وسیع خوبصورت باغ بھی ہے جس میں عظیم ترکی معمار سنان کا مجسمہ نصب ہے۔

مسجد سلیمیہ کا اندرونی منظر

مسجد ایسکی Eski

اس مسجد کی تعمیر چلپی سلطان محمد نے کروائی۔ یہ مسجد 1403 تا 1414ء کے درمیانی عرصہ میں تعمیر ہوئی۔ یہ مسجد بھی عثمانی طرزِ تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔ مسجد کے اندرونی حصہ میں بائیں جانب ایک مقام پر یہ عبارت تحریر ہے **"ھذا مقام حاجی بیرام ولی"** ہم نے جب اس بارے میں ایک ترک سے پوچھا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ تو اس نے بتایا کہ عظیم ولی اللہ حاجی بیرام جس زمانہ میں ادرنہ میں مقیم تھے تو اس مقام پر آپ عبادت وریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ یہ مسجد بھی قابل دید ہے۔

مسجد شریفی

اس مسجد کی تعمیر سلطان مراد دوم نے کروائی۔ یہ مسجد بھی عظیم معمار سنان کی عثمانی طرز تعمیر کی یاد دلاتی ہے۔ 1438 یا 1447ء کے دوران تعمیر کی گئی یہ مسجد بھی نہایت خوبصورت اور فن تعمیر کا اعلیٰ مظہر ہے۔

مشہور زمانہ ترکی معمار سنان جسے "Great" "عظیم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس نے 140 چھوٹی بڑی مساجد، 17 مقبرے، 18 کاروان سرائے، 33 محلات، 33 حمامات اور کئی یادگاریں تعمیر کیں۔

مسجد شریفی کا بیرونی منظر

بایزید کمپلیکس

یہ کمپلیکس مسجد، دارالشفاء (ہسپتال) مدرسہ، باورچی خانہ اور وسیع ہالوں پر مشتمل ہے۔ اس کو سلطان بایزید کے معمار "خیر الدین" نے 15 ویں صدی عیسوی کے اواخر میں تعمیر کیا۔

انقرہ
شہر
حضرت حاجی بہرام ولی
رحمۃ اللہ علیہ

سلطنتِ عثمانیہ کا دارالخلافہ بُرصہ، ادرنہ اور پھر فتح قسطنطنیہ کے بعد استنبول رہا لیکن جدید ترکی حکومت نے مؤرخہ 13 اکتوبر 1923ء کو ایک حکم کے ذریعے شہر انقرہ کو ترکی کا نیا دارالحکومت قرار دے دیا۔ یہ نیا آباد شہر ہے۔ تمام غیر ملکی سفارت خانے بھی اسی شہر میں ہیں۔ شہر انقرہ میں بھی کئی تاریخی مقامات قابلِ دید ہیں۔ لیکن ہمارا مقصد مزاراتِ مبارکہ اور مقاماتِ مقدسہ پر حاضری ہوتا ہے۔ اس لئے ہم تاریخی مقامات کو کم ہی دیکھ پاتے ہیں۔ انقرہ میں بھی ہماری آمد کا مقصد سلسلۂ بہرامیہ کے بانی حضرت حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری تھا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر مبارک قونیہ شریف میں تیسری بار حاضری کے بعد 27 نومبر 2007ء قونیہ سے انقرہ کیلئے روانہ ہوئے۔ بس مقررہ وقت 9 بجے روانہ ہوئی اور 12:30 بجے انقرہ کے جدید بس اسٹینڈ پر پہنچ گئی۔ یہاں سے ایک فری بس سروس کے ذریعے مرکزِ شہر روانہ ہوئے۔ انقرہ میں پہلی بار آمد تھی اس لئے راستوں کے بارے میں بھی کوئی زیادہ معلومات نہ تھی۔ بس میں ہی ایک دو اشخاص سے پوچھا کہ ہم نے حضرت حاجی بہرام ولی کے مزار پر حاضری دینی ہے تو انہوں نے بتایا کہ آپ "**الوستہ**" سٹاپ پر اتر جائیں اور پھر وہاں سے آپ اس مزار کے بارے میں پوچھ لیں۔ لیکن اللہ والوں کے بعد از وصال بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں اور وہ اپنے مہمانوں اور مسافروں کی رہنمائی بھی فرماتے رہتے ہیں۔ ہمارے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ بس میں میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک ترکی شخص نے بڑے پیار و محبت سے اشاروں کی زبان میں مجھ سے کہا کہ آپ تسلی سے بیٹھے رہیں میں آپ کو حاجی بہرام ولی کے مزار مبارک تک پہنچا دوں گا۔ تھوڑی دیر میں "**الوستہ**" سٹاپ آ گیا بس سے اترے اور اس اجنبی شخص کی رہنمائی میں پیدل چلنا شروع کر دیا۔ کافی دیر پیدل چلنے کے بعد ایک مقام پر پہنچ کر اس نے ہمیں باہر سے ہی حضرت حاجی بہرام ولی کی درگاہ کا نظارہ کروایا اور ہم سے الوداع ہونے کے بعد کہیں چلا گیا۔ واللہ اعلم وہ کون شخص تھا؟ لیکن رجال الغیب تو آج بھی موجود ہیں اور وہ لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ اس شخص کے جانے کے بعد ہم نے درگاہ کے قریب ہی واقع ایک ہوٹل میں کمرہ لیا، سامان رکھا اور تازہ وضو کرنے کے بعد درگاہ حاجی بہرام ولی میں پہنچ گئے۔ مزار مبارک کی انتہائی خوبصورت تعمیر ہے۔ ظاہری خوبصورتی کے علاوہ ایک پر کیف و

پر رقت مقام ہے۔ یہاں پر ہر وقت حاضری دینے والوں کا رش لگا رہتا ہے۔ جن میں خواتین اور بچے بھی شامل ہوتے ہیں۔ ہم نے بھی آپ کی بارگاہِ اقدس میں اپنا، اپنے اہلِ خانہ اور احباب کا سلام پیش کیا۔ فاتحہ پڑھی اور ایک طرف بیٹھ گئے۔

حضرت حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی بہرام ولی کا نام مبارک نعمان، والد کا نام احمد اور دادا کا نام محمود ہے۔ لیکن آپ حاجی بہرام ولی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت 1352ء انقرہ کے ایک گاؤں میں ہوئی۔ آپ کی اپنے روحانی مرشد حضرت شیخ حمید ولی المعروف بہ سمنچو بابا سے پہلی ملاقات ترکی کے شہر قیصری میں عید الاضحیٰ کے موقع پر ہوئی۔ عید کے تہوار کو ترکی میں بہرم کہتے ہیں۔ اس لئے آپ بہرام مشہور ہوئے۔ حضرت حاجی بہرام ولی نے اپنے مرشد گرامی کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔ 1412ء میں آپ کے مرشد نے آپ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور اپنا روحانی وارث مقرر کرنے کے بعد اسی سال اس دنیا فانی کو خیر آباد کہہ دیا۔ حضرت حاجی بہرام ولی نے ہی اپنے مرشد کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس مقام پر اس وقت حاجی بہرام ولی کا مزار مبارک اور مسجد ہے عین اسی مقام پر آپ نے اپنی خانقاہ تعمیر کروائی تھی۔ جہاں پر لوگ قیام کرتے اور آپ سے تصوف کی تعلیم حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ ایک کثیر تعداد آپ کے اردگرد جمع ہوگئی اور آپ نے فیض کے دریا بہانے شروع کر دیئے۔ یہ منظر دیکھ کر حاسدین نہ رہ سکے اور انہوں نے سلطانِ وقت سلطان مراد دوم کو ادرنہ میں اطلاع کی کہ ایک آدمی جس کو حاجی بہرام کہا جاتا ہے اس نے انقرہ میں لوگوں کو اپنے اردگرد اکٹھا کیا ہوا ہے اور آپ کی حکومت کے خلاف باتیں کرتا ہے، ہمیں ڈر ہے کہ وہ کہیں آپ کے خلاف باغیانہ کارروائی نہ شروع کر دے۔ سلطانِ وقت کو جب یہ خبر ملی تو اس نے فوراً آپ کو ادرنہ طلب کیا۔ حاجی بہرام ولی اپنے شاگرد و مرید آق شمس الدین کے ہمراہ ادرنہ روانہ ہوئے۔ جب آپ سلطان سے ملے تو اسے یقین ہو گیا کہ اس نے جو کچھ آپ کے بارے میں سنا ہے وہ سب جھوٹ اور غلط ہے۔ یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے عظیم بزرگ ہیں۔ سلطان نے نہایت ادب و احترام سے آپ کو اپنے محل میں رکھا اور آپ کی خدمت گزاری میں کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ جب حاجی بہرام ولی نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو سلطان نے آپ کو مجبور کیا کہ آپ کچھ دن اور میرے پاس قیام

فرمائیں تاکہ میں آپ سے برکتیں حاصل کروں۔ دورانِ قیام حضرت حاجی بہرام ولی اور سلطانِ وقت کے درمیان مختلف موضوعات پر گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ سلطانِ وقت جو فتح قسطنطنیہ کے بارے میں بہت زیادہ متفکر اور دلچسپی رکھتا تھا ایک دن اس نے حضرت حاجی بہرام ولی سے اس متعلق دریافت کیا۔ جس پر آپ نے فوراً سلطان کو جواب دیا اوہ! میرے سلطان! یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہو چکا ہے نہ ہی تو، تو فتح کرے گا اور نہ ہی میں۔ بلکہ یہ بچہ جو اس وقت جھولے میں ہے یہ بڑا ہو کر قسطنطنیہ فتح کرے گا لیکن اس وقت نہ ہی میں اور نہ تو زندہ ہوں گے، لیکن میرا یہ شاگرد آق شمس الدین اس وقت موجود ہو گا۔ سلطان وقت اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا اور اس کے بعد اس نے بچے کا بھی بہت زیادہ احترام کرنا شروع کر دیا۔ وہ بچہ سلطانِ وقت سلطان مراد کا بیٹا تھا جس کا نام ''**محمد**'' تھا۔ جس نے بڑے ہو کر 1453ء میں قسطنطنیہ کو فتح کیا اور پھر دنیا میں ''**فاتح**'' کے لقب سے مشہور ہوا۔ سلطانِ وقت کی خواہش تھی کہ حضرت حاجی بہرام ولی ادرنہ میں ہی اس کے پاس قیام فرمائیں لیکن آپ نے کہا کہ ہم اپنے شاگردوں اور مریدین کے پاس جا کر ان کی تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت حاجی بہرام ولی نے آق شمس الدین کو اس بچے کا استاد مقرر کیا اور خود واپس انقرہ تشریف لے آئے اور لوگوں کی روحانی تربیت میں مصروف ہو گئے حتیٰ کہ 1430ء میں انقرہ میں ہی انتقال فرمایا۔

حضرت حاجی بہرام ولی کی بارگاہ میں لوگ نہایت ادب واحترام اور عقیدت کے ساتھ حاضری دیتے ہیں۔ سلام پیش کرتے ہیں، تلاوت کلام پاک اور دعاؤں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ کچھ وقت آپ کی بارگاہ میں گزارنے کے بعد مسجد حاجی بہرام ولی میں داخل ہوئے جو کہ مزار مبارک کے ساتھ واقع ہے۔ یہاں پر نمازیوں کی خاصی تعداد دیکھنے میں آئی۔ اکثر نمازیوں نے ہمیں پاکستانی جانتے ہوئے بڑے محبت بھرے انداز میں سلام وکلام کیا۔ اور پردیس میں ہمیں بھی یہ محبت بہت بھلی لگی کیونکہ ترکی میں پاکستانیوں کو ایک خاص مقام دیا جاتا ہے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد امام صاحب سے ملاقات کی اور اسی دوران سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک بزرگ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ دوسرے دن نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ایک بار پھر آپ کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ دعائیں کی اور الوداعی سلام کے بعد ہوٹل سے سامان اٹھایا اور اگلی منزل کی طرف روانگی کیلئے انقرہ ریلوے سٹیشن کی طرف چل پڑے۔

بُرصہ
سلاطینِ عثمانیہ
کا پہلا دارالخلافہ

شہر بُرصہ، مساجد، مقابر اور تاریخی یادگاروں کا شہر ہے جو استنبول سے 245 کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ شہر پہاڑوں کی ڈھلوانوں پر تعمیر کیا گیا اور سلاطین عثمانیہ کا پہلا دارالخلافہ رہا جنہوں نے اس شہر میں بے شمار تاریخی یادگاریں تعمیر کروائیں۔ اسی شہر میں کئی سلاطین عثمانیہ کے مقابر ہیں جن میں بانی سلطنتِ عثمانیہ، سلطان عثمان غازی، ان کے صاحبزادے سلطان اورحان غازی، سلطان مراد اول، سلطان بایزید اول یلدرم اور سلطان مراد ثانی سرفہرست ہیں۔ اس شہر کی کئی عظیم مساجد بھی قابل دید ہیں۔

استنبول میں تین دن قیام اور زیاراتِ مقدسہ پر حاضری کے بعد شہر بُرصہ کیلئے بذریعہ بس روانہ ہوئے۔ ترکی میں بسوں والے دورانِ سفر مسافروں کی تواضع اس انداز سے کرتے ہیں کہ بندہ حیران ہو جاتا ہے۔ ایک مقام پر بس کو ایک بہت بڑے بحری جہاز میں لے جایا گیا جہاں پر اور بھی اس قسم کی کئی بسیں اور دوسری بڑی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ کچھ دیر کے بعد بحری جہاز آہستہ آہستہ بحر مارمارا کی دوسری جانب بُرصہ کی جانب روانہ ہوا لوگ بسوں اور گاڑیوں سے باہر نکل آئے اور جہاز کے اوپر والے حصے میں چلے گئے تاکہ باہر کے خوبصورت منظر سے لطف اندوز ہوا جائے۔ باہر کا منظر بھی دیدنی تھا جہاز مختلف سمتوں سے آ جا رہے تھے۔ تقریباً 35 منٹ کا یہ بحری سفر طے کرنے کے بعد ایک کنارے پر جہاز رکا اور گاڑیاں جہاز سے باہر نکلنا شروع ہو گئیں۔ ہم بھی اپنی بس میں سوار ہو کر جہاز سے باہر آئے اور بُرصہ جانے والی سڑک پر چل پڑے۔ شہر بُرصہ یہاں سے قریب ہی تھا لیکن ہم مرکزِ شہر آنے سے پہلے ہی ایک مقام پر اتر گئے۔ کیونکہ ہمارے میزبان شیخ عثمان صاحب کے عزیز وہاں پر ہمارے منتظر تھے۔ ان سے ملاقات کے بعد گاڑی میں سوار ہو کر Uludag پہاڑ کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ ایک بہت اونچا پہاڑ ہے جس کے راستوں اور چوٹی پر آبادیاں ہیں۔ خوبصورت مکانات، مساجد اور پارک نظر آئے۔ یہ پہاڑ ملک کی سب سے مشہور برفانی تفریح گاہ میں شمار ہوتا ہے لیکن اس پہاڑ پر ہماری آمد کا مقصد کچھ اور تھا۔ ہم اس پہاڑ پر صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایک نیک بندے سے ملاقات کیلئے آئے تھے۔ جو اس پہاڑ کے کسی مقام پر قیام پذیر تھے۔ یہ شخصیت سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم مشہور ومعروف بزرگ حضرت شیخ محمود آفندی تھے۔ ترکی میں ان کے مریدین کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔ ان سے اس بندۂ ناچیز کی پہلی ملاقات بروز ہفتہ 14 اکتوبر 2000ء مکہ مکرمہ مسجد حرام شریف میں ہوئی

تھی۔ آپ انتہائی نورانی صورت وسیرت کے مالک ہیں۔ سر پر سفید عمامہ شریف باندھتے ہیں اور سفید لباس استعمال فرماتے ہیں۔ ان سے دوسری ملاقات بھی مکہ مکرمہ میں ہی فندق برج مکہ میں ہوئی اور اس وقت اس ناچیز نے اپنی پہلی کتاب ''زیاراتِ مقدسہ'' پیش کی۔ اور اب ایک بار پھر ان کی خدمت میں حاضری اور ملاقات کیلئے اس اونچے پہاڑ پر سفر کر رہے تھے۔ راستہ میں ایک دو احباب سے پوچھنے کے بعد آپ کے مقام قیام پر پہنچ گئے۔ جہاں کافی تعداد میں لوگ آپ سے ملاقات کیلئے تشریف فرما تھے۔ ہمیں بھی خوش آمدید کہا گیا اور سب سے پہلے ہم سب کی ترکی کھانوں سے تواضع کی گئی۔ کچھ دیر کے بعد حضرت شیخ محمود آفندی چند مریدین کے سہارے باہر تشریف لائے۔ کبرسنی کے آثار زیادہ نمایاں تھے اور ظاہری بینائی بھی کمزور ہو چکی تھی۔ ہمارے میزبان شیخ عثمان صاحب نے قدیم عثمانی زبان میں ہمارا تعارف کروایا پھر میں نے خود بھی ان سے دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقاتوں کا تذکرہ کیا۔ آپ انتہائی محبت اور پیار سے ہمارے ساتھ گفتگو فرماتے رہے پھر دعا کروانے اور الوداعی سلام کے بعد اجازت لے کر گاڑی میں سوار ہو کر واپس شہر بُرصہ چل پڑے۔ پروگرام تو یہ تھا کہ ایک رات اس شہر میں قیام کیا جائے لیکن شیخ عثمان صاحب نے مشورہ دیا کہ میرے عزیز موجود ہیں اور ان کے پاس گاڑی بھی موجود ہے وہ آپ کو اس شہر کی زیارات کروا دیتے ہیں۔ اس کے بعد بہتر یہ ہے کہ آپ قونیہ شریف روانہ ہو جائیں۔ وقت چونکہ کافی ہو چکا تھا اس لئے اکثر مقبرے بھی بند ہو چکے تھے باہر سے ہی ان سلاطین کیلئے فاتحہ خوانی کی۔ اس کے بعد نماز کی ادائیگی کیلئے جامع مسجد Ulu Cami روانہ ہوئے۔

جامع مسجد اولو Ulu Cami

یہ مسجد سلاطینِ عثمانیہ کی سب سے عظیم الشان مسجد ہے اور اب بھی ترکی کی عظیم مساجد میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ 20 گنبدوں اور 2 طویل میناروں والی اس خوبصورت مسجد کی تعمیر سلطان بایزید یلدرم نے 1393 تا 1400ء کے دوران کروائی۔ اس مسجد کا غیر معمولی حصہ وہ فوارہ ہے جو مسجد کے اندرونی حصہ میں تعمیر کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ مسجد جس جگہ پر تعمیر ہوئی ہے یہ جگہ ایک یہودی عورت کی ملکیت تھی جس نے مسجد کیلئے اس جگہ کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک رات اس

تھی۔ آپ انتہائی نورانی صورت و سیرت کے مالک ہیں۔ سر پر سفید عمامہ شریف باندھتے ہیں اور سفید لباس استعمال فرماتے ہیں۔ ان سے دوسری ملاقات بھی مکہ مکرمہ میں ہی فندق برج مکہ میں ہوئی اور اس وقت اس ناچیز نے اپنی پہلی کتاب ''زیارات مقدسہ'' پیش کی۔ اور اب ایک بار پھر ان کی خدمت میں حاضری اور ملاقات کیلئے اس اونچے پہاڑ پر سفر کر رہے تھے۔ راستہ میں ایک دو احباب سے پوچھنے کے بعد آپ کے مقام قیام پر پہنچ گئے۔ جہاں کافی تعداد میں لوگ آپ سے ملاقات کیلئے تشریف فرما تھے۔ ہمیں بھی خوش آمدید کہا گیا اور سب سے پہلے ہم سب کی ترکی کھانوں سے تواضع کی گئی۔ کچھ دیر کے بعد حضرت شیخ محمود آفندی چند مریدین کے سہارے باہر تشریف لائے۔ کبرسنی کے آثار زیادہ نمایاں تھے اور ظاہری بینائی بھی کمزور ہو چکی تھی۔ ہمارے میزبان شیخ عثمان صاحب نے قدیم عثمانی زبان میں ہمارا تعارف کروایا پھر میں نے خود بھی ان سے دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقاتوں کا تذکرہ کیا۔ آپ انتہائی محبت اور پیار سے ہمارے ساتھ گفتگو فرماتے رہے پھر دعا کروانے اور الوداعی سلام کے بعد اجازت لے کر گاڑی میں سوار ہو کر واپس شہر برصہ چل پڑے۔ پروگرام تو یہ تھا کہ ایک رات اس شہر میں قیام کیا جائے لیکن شیخ عثمان صاحب نے مشورہ دیا کہ میرے عزیز موجود ہیں اور ان کے پاس گاڑی بھی موجود ہے وہ آپ کو اس شہر کی زیارات کروا دیتے ہیں۔ اس کے بعد بہتر یہ ہے کہ آپ قونیہ شریف روانہ ہو جائیں۔ وقت چونکہ کافی ہو چکا تھا اس لئے اکثر مقبرے بھی بند ہو چکے تھے باہر سے ہی ان سلاطین کیلئے فاتحہ خوانی کی۔ اس کے بعد نماز کی ادائیگی کیلئے جامع مسجد Ulu Cami روانہ ہوئے۔

جامع مسجد اولو Ulu Cami

یہ مسجد سلاطین عثمانیہ کی سب سے عظیم الشان مسجد ہے اور اب بھی ترکی کی عظیم مساجد میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ 20 گنبدوں اور 2 طویل میناروں والی اس خوبصورت مسجد کی تعمیر سلطان بایزید یلدرم نے 1393 تا 1400ء کے دوران کروائی۔ اس مسجد کا غیر معمولی حصہ وہ فوارہ ہے جو مسجد کے اندرونی حصہ میں تعمیر کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ مسجد جس جگہ پر تعمیر ہوئی ہے یہ جگہ ایک یہودی عورت کی ملکیت تھی جس نے مسجد کیلئے اس جگہ کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک رات اس

حضرت مولانا
جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ
فضائل ومناقب

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب کو احاطۂ تحریر میں لانا ناممکن ہے، صرف برکت حاصل کرنے کیلئے چند فضائل ومناقب وکرامات کا ذکر کرتے ہیں جن کو فارسی کتاب ''مناقب العارفین'' تالیف شمس الدین احمد الافلاکی العارفی اور مناقب رومی سے اخذ کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے فیوضات وبرکات سے مستفیض فرمائے۔

بارگاہ رومی رحمۃ اللہ علیہ میں مردانِ غیب کی حاضری

حضرت مولانا جلال الدین رومی کی عمر مبارک ابھی پانچ سال کی تھی کہ آپ بیٹھے بیٹھے مضطرب ہو جاتے۔ آپ کے والدِ بزرگوار کے خدام آپ کو اپنے حلقہ میں لے لیتے۔ حضرت مولانا روم کی یہ حالت اس لئے ہوا کرتی کہ آپ بچپن سے ہی فرشتے، جنات اور رجال الغیب نظر آیا کرتے تھے۔ آپ کے والدِ محترم آپ کو تسلی وتشفی دیا کرتے اور فرمایا کرتے کہ یہ غیب کی چیزیں ہیں۔ آپ پر اس لئے ظاہر ہوتی ہیں کہ ہدایات غیبی آپ کو بطور تحفہ پیش کرے۔ ''**خداوندگار**'' کا لقب آپ کے والدِ محترم شمس العلماء حضرت مولانا بہاء الدین ولد نے آپ کو عطا کیا تھا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی کی زوجہ محترمہ روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ سخت سردی کے موسم میں حضرت مولانا اپنے خلوت خانے میں حضرت شمس الدین تبریزی کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ میں نے دروازے کے شگاف پر کان لگایا تا کہ سنوں حضرت مولانا کیا اسرار الٰہی ارشاد فرماتے ہیں۔ شگاف میں سے میں نے دیکھا کہ مکان کی دیوار پھٹی اور چھ شخص اندر حاضر ہوئے۔ مولانا کو سلام کیا، قدم بوس ہوئے اور پھولوں کا ایک انتہائی خوبصورت اور تازہ گلدستہ پیش کیا۔ نماز ظہر کا وقت ہوا تو مولانا روم نے حضرت شمس تبریزی سے فرمایا کہ آپ جماعت کروائیں، لیکن حضرت شمس تبریزی نے عرض کی کہ آپ کی موجودگی میں کوئی شخص امامت نہیں کرواسکتا۔ چنانچہ حضرت مولانا نے جماعت کروائی۔ جس کے بعد وہ چھ عجیب وغریب آدمی رخصت ہو گئے۔ ان واقعات کو دیکھ کر میں بے ہوش ہو گئی، جب مجھے ہوش آیا تو مولانا روم باہر تشریف لائے اور وہ گلدستہ مجھے دے کر فرمایا کہ اسے احتیاط سے رکھنا۔ میں نے اس کی چند پتیاں عطاروں کو بھیج کر دریافت کروایا کہ یہ کون سا پھول ہے اور کہاں

سے آیا ہے؟ جس پر عطاروں نے جواب بھجوایا کہ ہم نے عمر بھر کبھی ایسا پھول نہیں دیکھا، اور پھر اس شدت کی سردی میں اتنا شاداب ہونا اور بھی عجیب بات ہے۔ ان پھول فروشوں میں سے ایک سوداگر شرف الدین ہندی بھی موجود تھا جو ہندوستان کی طرف بغرض تجارت جایا کرتا تھا۔ اس نے پھول دیکھ کر کہا کہ یہ پھول روم میں کس طرح آ گیا ہے؟ یہ تو خاص ہندوستان میں سراندیپ کے اطراف میں پایا جاتا ہے۔ یہ قصہ خادم نے آ کر زوجۂ حضرت مولانا روم سے بیان کیا جس پر انہیں اور بھی زیادہ تعجب ہوا۔ اتفاقاً اسی وقت حضرت مولانا روم بھی تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس گلدستہ کو چھپا کر رکھنا اور کسی نامحرم کو نہ دکھانا۔ یہ جنت کے فرشتے ہندوستان سے تحفہ لائے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مرتے دم تک پھولوں کا وہ گلدستہ زوجۂ حضرت مولانا روم کے پاس رہا اور آخری وقت تک ان پھولوں کی رنگ و بو میں فرق نہ آیا۔

حضرت پیر رومی کے مریدوں کی شان و عظمت

ایک دن وزیر معین الدین پروانہ نے اپنے دربار میں کہا کہ حضرت مولانا روم تو بے مثل بادشاہ ہیں اور مجھے امید نہیں کہ صدیوں میں بھی کوئی ان کی مثل پیدا ہو، مگر ان کے مرید بس ویسے ہی ہیں۔ کسی نے یہ بات حضرت مولانا روم تک پہنچا دی۔ مولانا روم اس بات سے نہایت افسردہ خاطر ہوئے اور معین الدین پروانہ کو ایک رقعہ لکھا کہ اگر میرے مرید اچھے اور نیک ہوتے تو میں خود ان کا مرید ہوتا، چونکہ وہ بد تھے اس لئے ان کو اپنا مرید کیا ہے تاکہ ان کی حالت بدل جائے اور وہ نیک ہو جائیں۔

توجہ الی اللہ کا طریقہ

حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا نے ایک روز مجھے بلایا، میرے سر اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے خدا دکھا دوں۔ میں نے عرض کیا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا رحمت ہوگی؟ جس پر میرے والد بزرگوار نے فرمایا کہ اس کیلئے ایک شرط ہے کہ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے تم صرف دو گھنٹے عبادت کرو اور بائیس گھنٹے دنیاوی کاموں میں لگاؤ مگر ان دو گھنٹوں کے اندر تمہاری کامل توجہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رہے۔ چند

روز کے بعد چار گھنٹے عبادت کیلئے اور بیس گھنٹے دنیاوی کاموں کیلئے رکھنا، رفتہ رفتہ یہ نوبت آ جائے گی کہ صرف چار گھنٹے دنیا کے کاروبار کے رہ جائیں اور بالآخر تمام وقت خدا کے کاموں میں وقف ہو جائے اور دنیا اور اہل دنیا سے بالکل تعلق ختم ہو جائے اور جس وقت تیری یہ حالت ہو جائے گی تو پھر جس قدر تو چاہے خداوند تعالیٰ کی زیارت کرنا، یا اس وقت جو کچھ چاہو گے یا کہو گے وہی ہوگا۔ حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ مولانا کی قسم میں نے ایسا ہی کیا اور وہی حالت ہوگئی جو مولانا نے بیان فرمائی تھی۔

عاشق الٰہی کی شان

ایک بار کچھ لوگوں نے حضرت مولانا جلال الدین رومی سے دریافت کیا کہ پہلے پہل تو جنازے کے آگے صرف قاری اور موذن ہوا کرتے تھے مگر اب آپ نے قوالوں کو بھی شامل کر لیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اور پھر ظاہری علماء اور فقہاء اس پر اعتراض بھی کرتے ہیں۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی نے فرمایا کہ قاری حضرات اور موذن جو جنازے کے آگے چلتے ہیں وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص مسلمان تھا اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی، لیکن ہمارے قوال یہ گواہی دیتے ہیں کہ وہ مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ عاشق الٰہی بھی تھا۔

مزارات پر قندیلیں روشن کرنا

ایک مرتبہ کسی نے حضرت مولانا روم سے دریافت فرمایا کہ لوگ اولیاء اللہ کے مزارات پر شمعیں اور قندیلیں کیوں لے کر جاتے ہیں؟ ان سے کیا فائدہ حاصل کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جس شخص کی قبر میں اندھیرا ہوگا ان اولیاء اللہ کی برکت سے اور خلوص کی بدولت شمع جلانے والے کی قبر بھی روشن ہو جائے گی چنانچہ شب برأت میں جب رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس نے روشنی کی ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے مسجد میں روشنی کی ہے۔ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے قلب اور قبر کو منور کرے۔ اس وقت سے لے کر اب تک روشنی کی رسم امتِ مسلمہ میں یادگار ہے۔

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین عادات مبارکہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین عادات مبارکہ تھیں۔ جن میں سے ایک یہ کہ جب کوئی مہمان آتا تو اس کو شہد کھلاتے، دوسرا غرباء اور مساکین کو کپڑے عطا فرماتے، تیسرا مسجدوں میں چراغ بھیجا کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقربین نے اس کا سبب پوچھا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مہمانوں کو شہد اس لئے کھلاتا ہوں کہ جب ان کا منہ اور گلا شیریں ہوگا تو میرے حق میں دعا کریں گے اور میں موت کے وقت نزع کی تلخی سے محفوظ رہوں گا، غرباء اور مساکین کو لباس اس لئے دیتا ہوں تاکہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ قیامت کے دن جب مخلوق برہنہ ہوگی تو اللہ تبارک وتعالیٰ میری پردہ پوشی فرمائیں گے۔ مسجدوں میں چراغ اور قندیلیں بھیجنے کی یہ وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میری تاریک قبر کو اپنے لطف وکرم سے روشن فرمادیں اور میں تنگ وتاریک قبر میں بغیر چراغ کے نہ رہوں۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر روشنی کرنے کے بھی یہی فوائد ہیں۔

حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کا طریقۂ ذکر

ایک دن وزیر معین الدین پروانہ نے حضرت مولانا سے دریافت کیا کہ مشائخ کے ذکر اور اوراد الگ الگ ہیں۔ کوئی **کلمۂ طیبہ** کا ذکر کرتا ہے تو کوئی **ھو، ھو** کا ذکر کرتا ہے۔ بعض **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** کا ذکر کرتے ہیں اور بعض **استغفر اللہ العظیم** کا ذکر کرتے ہیں، آپ کا طریقۂ ذکر کیا ہے؟ جس پر حضرت مولانا نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا ذکر **اللہ، اللہ، اللہ** ہے اس لئے کہ ہم اللہ کی طرف سے آئے ہیں اور اسی کے پاس لوٹ کے جانا ہے۔ میرے والد بزرگوار حضرت بہاء الدین ولد رضی اللہ عنہ بھی اللہ ہی سے سنتے تھے اور اللہ ہی سے کہتے تھے اور ان کا ذکر **اللہ** ہی تھا۔

سُرخ لباس

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں کہ سرخ لباس، سرخ کپڑا یا سرخی دیکھنا عیش کی نشانی ہے۔ سبز رنگ زہدگی نشانی ہے۔ سفید رنگ تقویٰ کی نشانی ہے، نیلا اور سیاہ رنگ ماتم وغم کی علامت ہے۔

حضرت مولانا فخر الدین ادیب (جو آپ کے اصحاب میں سے ہیں) روایت کرتے ہیں کہ ایک دن بہت بڑی مجلس میں حضرت مولانا روم نے اس حدیث مبارکہ:-

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا رَأَیْتُ اللّٰہَ اِلَّا بِلِبَاسٍ اَحْمَر

﴿حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو سرخ لباس میں دیکھا﴾

کی تفسیر اس انداز سے بیان کی کہ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی اور سب حیرت زدہ تھے۔

عشاق کا رنگ

ایک دن حضرت مولانا جلال الدین رومی قلعہ کی خندق کے کنارے کھڑے تھے۔ قراطائی مدرسہ سے چند فقیہہ نکلے اور بطور امتحان حضرت مولانا سے سوال کیا کہ اصحاب کہف کے کتے کا کیا رنگ تھا؟ حضرت مولانا نے برجستہ فرمایا ''زرد رنگ تھا''۔ اس لئے کہ وہ کتا عاشق تھا، اور عاشقوں کا رنگ زرد ہوتا ہے، جس طرح کہ میرا رنگ ہے۔ سب قدموں پر گر گئے اور مرید ہو گئے۔

ذکر کلمۂ ''اللہ''

حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے والد شب کو نماز پڑھ رہے تھے اور میں آپ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ قیام میں **اللہ اللہ** کہتے ہیں۔ پھر منہ تو آپ کا کھلا رہ گیا مگر لب مبارک نہ ہلتے تھے اور اندر سے آواز **اللہ اللہ** کی آتی تھی۔

حضرت مولانا روم کے بال مبارک

حضرت مولانا روم جب کبھی حمام میں جا کر حجامت بنواتے تو آپ کے بالوں کو سب خادم بطور تبرک لے لیتے تھے۔ ایک دن آپ نے حمام میں حجامت بنوائی وہاں ایک بزرگ بھی موجود تھے۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ اگر مولانا اپنے کچھ بال مجھے تبرک میں دے دیں تو میں بھی ان کا مرید ہو جاؤں گا۔ مولانا نے اسی وقت خادم سے کہا کہ چند بال ان صاحب کو بھی دے دو۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ بزرگ اسی وقت مرید ہو گئے۔

ابدالوں کا تقرر

حضرت سلطان ولد روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت مولانا اپنے مدرسہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے دیکھا کہ تین سرخ پوش آدمی آپ کی خدمت میں آئے اور سلام پیش کر کے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت مولانا نے فرمایا ''اچھا! یہی مناسب ہے لے جاؤ'' پھر وہ تینوں آدمی میری نظروں سے غائب ہو گئے میں نے عرض کی یا حضرت یہ کون لوگ تھے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ابدال تھے۔ ایک ابدال کا انتقال ہو گیا ہے اس کی جگہ مجھ سے آدمی مانگنے آئے تھے۔ یہاں میرا ایک دوست **سقہ** (ماشکی) ہے جو اب درجۂ کمال کو پہنچ گیا ہے اور بارگاہِ ربوبیت میں بھی مقبول ہو چکا ہے۔ مجھ سے اس کے بارے میں درخواست کی، کہ متوفی ابدال کی جگہ اس کو مقرر کر دیا جائے میں نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے اس **سقہ** (ماشکی) کو ابدال مقرر کر دیا ہے۔ پھر وہ حدیث مبارکہ پڑھی جس کا مضمون یہ ہے۔

﴿ جو لوگ ابدالوں میں سے مرتے ہیں ان کی جگہ دوسرے مقرر ہو جاتے ہیں ﴾

مولانا کے خدام بعد میں کئی دن تک اس شخص کو ڈھونڈتے رہے مگر اس کا کوئی سراغ نہ ملا۔

فضیلت آیۃ الکرسی

ایک شخص نے حضرت مولانا روم سے سوال کیا کہ تمام فرض نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟ جس پر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی شریف پڑھے گا اللہ تبارک وتعالیٰ خود اس کی روح قبض فرمائے گا۔ ظاہر ہے اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ کہ ذات باری تعالیٰ خود روح قبض فرمائے گی۔ حضور پاک ﷺ اسی لئے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھا کرتے اور امت کو بھی پڑھنے کی بھی ترغیب فرمائی۔ آیۃ الکرسی کی فضیلت عرش معلیٰ سے بھی عظیم تر ہے اور یہ خاص عنایت سید المرسلین ﷺ کی امت کیلئے ہے۔

حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک کی فضیلت

روایت ہے کہ ایک دن حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ بعد از وصال میرے دوست میری قبر بلند بنائیں تا کہ دور سے نظر آئے، پھر فرمایا کہ جو شخص میری قبر دیکھ کر اعتقاد پیدا کرے گا، میری ولایت کا یقین کرے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی بخشش و مغفرت فرما دیں گے اور جو شخص محبت کامل اور یقین محکم کے ساتھ میری قبر کی زیارت کرے گا اس کی جو حاجت ہو گی اللہ تبارک و تعالیٰ پوری فرمائیں گے۔ اس کے تمام مقاصد اور دین و دنیا کے مطالب پورے ہوں گے۔ پھر یہ شعر پڑھا،

زبس دعا کہ بکردم دعا شدست وجودم
کہ ہر کہ بیند رویم دعا بخاطر آرد

﴿میں دعا کرتے کرتے خود دعا بن چکا ہوں اب تو یہ حال ہے کہ
جو میری زیارت کرے اس کے دل میں دعا اتر جاتی ہے﴾

جمعرات اور ہفتہ کے دن کی فضیلت

کسی نے حضرت مولانا روم سے پوچھا کہ **بارک اللہ فی السبت والخمیس** ﴿اللہ تبارک وتعالیٰ نے جمعرات اور ہفتہ کے دن کو برکت عطا فرمائی ہے﴾ سے کیا مراد ہے؟ جس پر آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں دن جمعۃ المبارک کے ہم نشین ہیں۔ جمعہ کی برکت سے جمعرات اور ہفتہ کو فضیلت حاصل ہے۔

ظاہری ادب کی شدت سے تلقین

روایت ہے کہ ایک دن حضرت مولانا روم چلپی بدر الدین ولد کے حجرہ میں تشریف لائے اور ان کو سوتے ہوئے پایا، دیکھا کہ حکیم سنائی کا الٰہی نامہ ان کی پشت کے پیچھے رکھا ہوا تھا جس پر حضرت مولانا روم نے فرمایا سنو! حکیم سنائی تو حاضر ہے اور تو سو رہا ہے، ظاہری ادب کا لحاظ بھی ہر قسم کی عبادتوں سے افضل ہے۔ ظاہری ادب کا بھی لحاظ رکھ کہ غضب اور ہلاکت کا نشانہ نہ بن جائے کیونکہ

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

﴿بے ادب شخص اکیلا ہی بے ادب نہیں رہتا بلکہ اس کی بے ادبی جنگل کی آگ کی طرح دنیا کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے﴾

راحت اور ٹھنڈک اس جان کو ہے جو ظاہری اور باطنی ادب میں بھی کامل ہے۔ جس گھر میں کلام اللہ ہوتا ہے وہاں انوار الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ رب حاضر ہوتا ہے اور جہاں احادیث نبویہ ہوتی ہیں وہاں سرور کونین ﷺ تشریف فرما ہوتے ہیں اور جس جگہ اولیاء اللہ کا کلام پڑھا جاتا ہے وہاں اولیاء کی روحیں موجود ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہمیشہ ظاہری ادب کا بھی دھیان رکھا جائے۔

حضرت مولانا روم کی زیارت کی فضیلت

حضرت سلطان ولد سے روایت ہے کہ ایک دن میں اپنے والد کے مدرسہ میں مولانا اکمل الدین کی خدمت میں بیٹھا معارف وحقائق بیان کر رہا تھا اچانک حضرت مولانا بھی تشریف لے آئے،

اور مجھ سے فرمانے لگے اے بہاء الدین! مجھ پر بہت زیادہ نظر کر اور میرے چہرے کو خوب دیکھ۔ میں نے عرض کیا کہ کیا قیامت کے دن بھی ہمیں آپ کا دیدار نصیب ہوگا؟ فرمانے لگے خدا کی قسم! تمام علمائے عالم اور افراد جہان کی بخشش تیرے طفیل ہوگی پھر حضرت مولانا روم نے فرمایا **"کہ جس کسی نے مجھے دیکھا وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا"**

صحبت شیخ

ایک دن حضرت مولانا روم نے اپنے تمام خدام کو وصیت فرمائی کہ جہاں تک ہو سکے اپنے شیخ کی صحبت سے جدا نہیں ہونا چاہئے۔ اگر شیخ کی صحبت میسر نہ ہو تو ان کے احباب کی صحبت واجب ہے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو شیخ کے کلام کی صحبت سب سے بہتر ہے اور یہ بھی میسر نہ آئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح تضرع اور گریہ وزاری کے ساتھ شیخ کے سایہ کو طلب کرے۔

کلمات اسرار و رموز

ایک دن حضرت مولانا قدس سرہ سے کسی بزرگ نے سوال کیا کہ شب معراج رسول اللہ ﷺ اور ذات باری کے درمیان کیا معاملہ ہوا؟ حضرت مولانا نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے 70 ہزار کلمات اسرار رسول اللہ ﷺ سے کہے اور حکم دیا کہ اس میں سے 35 ہزار اسرار آپ اپنے صحابہ کرام میں سے جسے چاہیں عطا فرما دیں مگر باقی اسرار پوشیدہ رکھیں اور ظاہر نہ فرمائیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بعض اسرار صحابہ اکرام سے بیان فرمائے اور 10 ہزار کے قریب اسرار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کئے اور باقی اسرار پردۂ غیب الغیب میں پوشیدہ رکھے۔

بانسری کے اسرار

ایک روز حضرت مولانا جلال الدین رومی نے بانسری کے اسرار کی شرح بیان کرتے ہوئے فرمایا، کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کچھ اسرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلوت میں عطا فرمائے اور وصیت فرمائی کہ یہ اسرار کسی نامحرم سے بیان نہ کرنا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے 40 روز تک تو

ان اسرار کو برداشت کیا مگر بالآخر بے قرار ہو گئے اور آخر کار بے خود ہو کر صحرا کی جانب نکل گئے۔ وہاں ایک گہرا کنواں ملا، آپ ﷺ نے کنویں میں منہ جھکا کر ایک ایک کر کے تمام اسرار بیان کرنا شروع کر دیئے۔ شدتِ مستی کے عالم میں دہن مبارک سے لعاب نکل نکل کر کنویں میں گرنے لگا اور آپ نے تمام اسرار اس کنویں میں بیان کر دیئے جس کے بعد آپ کو کچھ تسکین ہوئی۔ چند دنوں کے بعد اس کنویں سے بانسری کا درخت نکل آیا اور بہت تیزی سے بڑھ گیا۔ اتفاقاً ایک صاحب دل چرواہا اس کنویں کے قریب سے گزر رہا تھا تو اس نے بانس کے اس درخت کو کاٹ کر ایک بانسری بنائی اور رات دن اس کو عاشقوں کی طرح بجاتا اور بکریاں چراتا، یہاں تک کہ اس کی ''بانسری نوازی'' عرب میں دور دور تک مشہور ہوگئی۔ ہر خاص و عام اس چرواہے سے بانسری سنتے اور لذت و سرور حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ آپ ﷺ نے اس چرواہے کو بلوایا اور بانسری بجانے کیلئے کہا۔ اس چرواہے نے بانسری بجانی شروع کر دی جس کی وجہ سے صحابہؓ کرام شدتِ ذوق سے بے خود ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بانسری کی اس پُر سوز و پُر درد آواز میں ان اسرار کی شرح ظاہر ہو رہی ہے جو میں نے حضرت علی ؓ سے خلوت میں بیان کئے تھے۔

بانسری کے یہ اسرار و رموز بیان کرنے کے بعد حضرت مولانا روم نے بانسری کے بارے میں چند اشعار پڑھے جن کا مختصر ترجمہ کچھ اس طرح سے ہے۔

﴿افسوس کہ میں تیرے درد سے واقف نہیں ہوں، حضرت علی ؓ کی طرح کنویں کے چیندے میں آہ و زاری کرتا ہوں، جب کنویں میں پانی بھر آیا تو اوپر والے حصے میں ایک نرم بانس اُگ آیا، جس کو اسے بانسری کی صورت میں لایا گیا تو وہ بانس رو کر کہنے لگا کہ میرا بھرم کھل گیا ہے اے بانسری! بس کر دے ہم تیرے بھید سے بے خبر ہیں﴾

حضرت مولانا روم کی مثنوی مقدس کی ابتداء بھی بانسری کے ہی اسرار و رموز سے شروع ہوتی ہے۔

حضرت مولانا روم کی بلی کا کشف

صاحب مناقب العارفین تحریر کرتے ہیں کہ قبل از وصال حضرت مولانا جلال الدین رومی سیر فرمایا کرتے، نعرے مارتے اور آہیں بھرا کرتے تھے۔ گھر میں ایک پالتو بلی تھی جو حضرت مولانا کے سامنے رونے کی آوازیں نکالتی اور خوب چلاتی۔ ایک دن حضرت مولانا اس کی یہ حالتِ زار دیکھ کر مسکرائے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ غریب بلی کیا کہتی ہے؟ سب نے جواب دیا حضرت ہمیں کیا معلوم؟ آپ نے فرمایا وہ کہتی ہے کہ "حضرت مولانا تم تو خیریت سے عالم بالا اور اپنے اصلی وطن کو روانہ ہونے والے ہو، میں بچاری کیا کروں گی؟" سب خدام آپ کے اس ارشادِ مبارک سے رونے لگے اور کچھ بے ہوش ہو گئے چنانچہ حضرت مولانا روم کے وصال کے بعد اس بلی نے سات روز تک نہ کچھ کھایا پیا اور ساتویں دن مر گئی۔ حضرت مولانا کی صاحبزادی ملکۂ خاتون نے اس کو کفن میں لپیٹ کر حضرت مولانا روم کے مزار کے قریب دفن کر دیا۔

حضرت مولانا روم کی شیخ صدر الدین قونوی کو مبارکباد

حضرت حسام الدین چلپی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن شیخ صدر الدین قونوی علماء اور درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت مولانا روم کی عیادت کو تشریف لائے۔ حضرت مولانا کی شدید علالت کو دیکھ کر بہت ملول اور انتہائی پریشان ہوئے اور فرمانے لگے شفاک اللّٰہ شفاءً عاجلاً ﴿اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو جلد شفاء عطا فرمائے﴾ حضرت مولانا روم نے جب یہ کلمۂ مبارک سنا تو فرمانے لگے کہ اب شفاء تمہیں مبارک ہو۔ عاشق اور معشوق کے درمیان صرف ایک پردہ رہ گیا ہے، آپ کو پسند نہیں کہ وہ پردہ بھی اٹھ جائے اور نور نور میں مل جائے، اور یہ شعر پڑھا۔

من شدم عریان زتن او از خیال
می خرامم در نہایات الوصال

﴿میں جسم کو کھو بیٹھا ہوں اور جسم خیال کو کھو بیٹھا ہے مگر میں انتہائی قربتوں میں چہل قدمی کرتا ہوں﴾
شیخ صدر الدین قونوی اپنے ساتھیوں سمیت روتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے، اس

کے بعد حضرت مولانا روم نے یہ غزل شروع کی اور سب خادم کپڑے پھاڑتے تھے اور فریاد کرتے تھے

چہ دانی تو کہ درباطن چہ شاہے همنشین دارم
رخ زرین من منگر کہ پائے آهنین دارم

﴿تجھے کیا پتہ ہے کہ میرے اندر کس بادشاہ کا پڑوس واقع ہے،
میرا زرد چہرہ ہی نہ دیکھ، میرے پاؤں فولادی ہیں﴾

علالت مولانا روم اور زلزلہ

حضرت مولانا روم کی علالت کے دوران قونیہ شہر میں مسلسل سات روز تک زلزلہ آتا رہا۔ بہت سے مکانات اور باغوں کی دیواریں تک گر گئیں۔ ساتویں روز کے بعد حضرت مولانا کے خدام نے اللہ تعالیٰ سے امداد مانگی اور دعا کی درخواست کی۔ جس پر حضرت مولانا روم نے فرمایا بیچاری زمین تر نوالہ مانگتی ہے، اس کو دے دینا چاہئے۔

حضرت مولانا روم کی وصیت

قبل از وصال حضرت مولانا روم نے اپنے احباب کو نہایت جامع و کامل وصیت فرمائی جس کا ترجمہ کچھ اس طرح سے ہے۔

﴿میں تمہیں ظاہر و باطن میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، کھانا کم کھانے، کم بولنے اور گناہ اور برائیاں چھوڑنے اور روزوں پر مداومت اور ہمیشہ قیام کرنے اور شہوات کو ہمیشہ کیلئے چھوڑنے اور پوری مخلوق کی طرف سے ظلم و جفا کو برداشت کرنے اور بیوقوفوں اور عوام کی مجالس کو چھوڑ دینے اور صالحین اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں، بے شک سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اور اچھا کلام وہ ہے جو مختصر اور دلائل پر مبنی ہو﴾۔

سجادہ نشین کی تقرری

روایت ہے کہ دورانِ علالت صبح و شام آئمہ، شہر، شیوخ، مریدین اور ہر طبقہ کے لوگ حضرت مولانا روم کی خدمت میں حاضری دیتے اور آپ کی جدائی کے صدمے سے روتے اور گریہ و زاری کرتے۔ ایک روز حضرت مولانا روم سے سوال کیا گیا کہ آپ کے بعد آپ کی خلافت کے قابل کون ہے؟ اور کس کو آپ نے اپنا سجادہ نشین منتخب کیا ہے؟ حضرت مولانا روم نے فرمایا ہمارا خلیفہ و سجادہ نشین حسام الدین چلپی ہے۔ تین بار یہی سوال دہرایا گیا اور تین بار آپ نے یہی جواب عنایت فرمایا۔ چوتھی بار عرض کیا گیا کہ حضرت اسلطان ولد آپ کے صاحبزادے ہیں ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ وہ خود پہلوان ہے اس لئے اسے وصیت کی ضرورت نہیں۔

وصال حضرت مولانا روم

حضرت حسام الدین چلپی ارشاد فرماتے ہیں کہ وصال کے دن حضرت مولانا روم میری گود میں آرام فرما تھے کہ اچانک ایک نہایت خوبصورت آدمی وہاں آیا۔ اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر میں بے ہوش ہو گیا۔ حضرت مولانا خود اٹھے اس کا استقبال کیا۔ کچھ دیر بعد جب مجھے ہوش آیا تو فوراً میں نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور یہاں کیوں آئے ہو؟ اس نے جواب دیا میں عزرائیل ہوں، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آیا ہوں کہ جو کچھ حضرت مولانا حکم دیں اس کی تعمیل کروں۔ اس وقت حضرت مولانا روم کی زبانِ مبارک پر یہ کلمات جاری تھے۔

پیشتر آ پیشتر اے جانِ من
پیک بابِ حضرتِ سلطانِ من

﴿اے پیارے! جلدی آ جاؤ، آپ تو میرے بادشاہ کی کچہری کے دربان ہو﴾

پھر آپ نے فرمایا کہ طشت میں پانی بھر کے لاؤ، بار بار اس طشت میں سے پانی لے کر اپنے سینہ، چہرہ اور پیشانی پر ملتے اور یہ شعر پڑھا۔

گر مؤمنی و شیرین هم مؤمن است مردن
در کافری و تلخی هم کافرست مردن

﴿اگر تو مؤمن ہے تو تیری موت کا ذائقہ میٹھا ہے اور اگر تو کافر ہے تو تیری موت کا ذائقہ کڑوا ہے﴾

پھر فرمایا کہ میرے احباب تو مجھے اس طرح کھینچتے ہیں اور حضرت شمس الدین تبریزی اس طرف بلا رہے ہیں، اس لئے اس طرف جانا ہی ضروری اور بہتر ہے۔

حضرت حسام الدین چلپی نے جرأت کرتے ہوئے پوچھا کہ حضرت! آپ کے جنازے کی نماز کون پڑھائے گا؟ فرمایا شیخ صدر الدین قونوی، یہ وصیتیں فرماتے ہوئے یہ آفتاب عالم مؤرخہ 5 جمادی الثانی 672ھ 68 سال کی عمر میں مغرب کے وقت اس دنیا فانی کو الوداع کہہ گئے۔

رات کو تجہیز و تکفین کا سامان تیار کیا گیا۔ صبح جب جنازہ اٹھا تو جنازہ میں شرکت کیلئے پورا شہر امڈ آیا۔ ہر طبقے اور ہر فرقے کے لوگ جنازے کے ہمراہ تھے۔ لوگ چیخیں مارتے اور گریہ وزاری کرتے۔ حتیٰ کہ عیسائی اور یہودی بھی جنازے کے ساتھ تھے جو تورات اور انجیل کی تلاوت میں مصروف تھے اور نوحہ خوانی بھی کرتے۔ بادشاہ وقت سلطان اسلام خود جنازے کے ہمراہ تھے۔ جنازے کے آگے خوش الحان قاری اور حفاظ کرام تلاوت کرتے جاتے۔ مؤذن حضرات تکبیر و تحلیل میں مصروف تھے۔ قوال حضرات حضرت مولانا روم کے مرثیے پڑھتے جاتے۔ نقاروں اور نفیری (شہنائی) کی آوازوں سے ایک ہنگامۂ قیامت تھا۔ راستہ میں شدت ہجوم کی وجہ سے کئی مرتبہ تابوت کو بدلا گیا۔ اس کے تختے توڑ کر تبرک کے طور پر تقسیم کئے گئے۔ جنازہ مزار شریف تک پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔ شیخ صدر الدین قونوی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے کھڑے ہوئے تو چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ مولانا صدر الدین قونوی روتے ہوئے واپس آئے، بعد میں چند بزرگوں نے ان سے دریافت کیا کہ نماز جنازہ کے وقت کیا معاملہ تھا؟ تو فرمانے لگے کہ میں جب نماز جنازہ کیلئے آگے بڑھا تو دیکھا کہ بہت سے فرشتے حضرت مولانا روم کی زیارت اور نماز میں مشغول تھے۔ آسمان کے کل فرشتوں کا لباس ماتمی تھا اور وہ رو رہے تھے اور روح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ متمثل اور مجسد ہو کر زیارت اور نماز میں مصروف تھی۔

شیخ الاسلام حضرت صدر الدین قونوی، شہر کے تمام بزرگوں کے ہمراہ 40 دن تک متواتر حضرت مولانا روم کے مزار مبارک پر حاضری دیتے رہے۔ حضرت مولانا روم کے چہلم مبارک تک بادشاہ وقت اور وزراء نے سوگ منایا۔ امراء اور فقراء روزانہ عرس منعقد کرتے۔ ایک رات معین الدین پروانہ کے ہاں عرس منعقد تھا۔ امیر بدر الدین نے سماع اور وجد کی حالت میں ایک پُر درد رباعی پڑھی جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

﴿وہ بھی بھلا کوئی آنکھ ہے جو تیرے غم میں نمناک نہ ہو اور وہ بھی کوئی گریبان ہے جو تیرے ماتم میں تار تار نہ ہو، تیری ذات کی قسم کہ روئے زمین میں تجھ جیسا خاک کے شکم میں نہیں گیا ہوگا﴾

انہی ایام میں ایک درویش بزرگ حضرت مولانا روم کے غم میں یہ رباعی پڑھتے اور رو رو کر بے حال ہو جایا کرتے۔

اے خاک ز درد دل نمی آرم گفت
کامروز اجل در تو چہ گوہر بہ نہفت
دام دل عالمے فتادت دردام
دلبند خلائق در آغوش تو خفت

﴿اے مٹی! دلی دکھ کی وجہ سے مجھ میں کہنے کی ہمت بھی باقی نہیں ہے، آج کے دن موت نے تجھ میں کتنا عجیب موتی چھپا دیا ہے، جس نے دنیا کو اپنا اسرار بنا رکھا تھا، تو نے اسے اپنے جال میں پھنسا لیا ہے اور اب رب مخلوق کا دلبر جانی تیرے پہلو میں سو گیا ہے﴾

صورت از بے صورتی آمد بیرون
باز شد انا الیہ راجعون

اور کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ سرزمین روم کو ایک منفرد فخر و اعزاز حاصل ہے کہ اس میں ایک آفتاب وحدت رونق افروز ہے۔

سرزمینِ روم را یک فخر ہست
کاندریں یک آفتابِ وحدت است

طوپ قاپی محل میں تبرکات نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخصوص کمرہ

استنبول

شیشے کے ان فریموں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک محفوظ ہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقشِ پا مبارک

استنبول

سرکارمدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلواریں

سرکارمدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیرکمان

استنبول

نقشِ پا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مزارِ پُرانوار حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور مصنف کتاب ہٰذا

استنبول

دو گیلانی شہزادوں شیخ محمد اور شیخ علی رضی اللہ عنہما کے مزارات مبارکہ

شیخ محمد الگیلانی فتح استنبول کے لشکر کے سپہ سالار تھے

استنبول

خانقاہِ جراحیہ میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلافِ مبارک

خانقاہ جراحیہ خلوتیہ میں رقصِ رومی کا ایک منظر

استنبول

مزار مبارک حضرت مرکز آفندی رحمۃ اللہ علیہ

مزار مبارک حضرت سنبل آفندی رحمۃ اللہ علیہ

استنبول

فاتح قسطنطنیہ حضرت سلطان محمد الفاتح کا خوبصورت مزار مبارک

عثمانی سلطان سلیم اول کا مزار مبارک

استنبول

عثمانی سلطان سلیمان القانونی کا مقبرہ

عثمانی سلطان عبدالحمید خان اول کا مزار

استنبول

مقبرہ سلطان عبدالحمید میں نقش پا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عثمانی سلطان محمود دوم کا مقبرہ

استنبول

عثمانی سلطان عبدالمجید کا مزار، مسجد نبوی کی عمارت مجیدیہ انہی کی یادگار ہے

اس مقام پر عثمانی سلاطین اوران کے عزیزو اقارب کی 44 قبور ہیں

استنبول
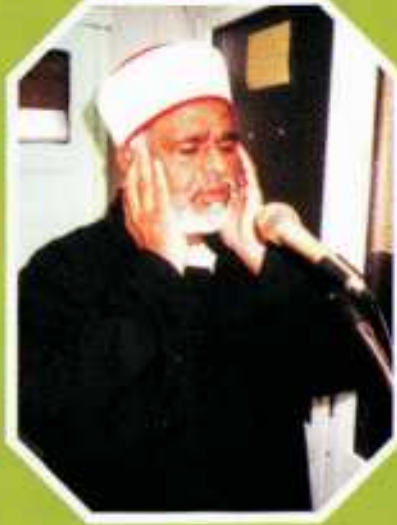
Babeck کی ایک مسجد میں مصنف کتاب ہذا
کو اذان دینے اور جماعت کروانے کا شرف حاصل ہوا

نقشبندیہ سلسلہ کے بزرگ شیخ عثمان صاحب کے ہمراہ

مسجد سلطان سلیم کا خوبصورت منظر

مسجد Eski میں مقام حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ

انقرہ

بیرونی منظر درگاہ و مسجد حضرت حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ

بانی سلسلۂ بہرامیہ حضرت حاجی بہرام ولی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک

بُر صہ

جامع مسجد اولو Ulu کا اندرونی خوبصورت منظر

بیرونی منظر مقبرہ جات بانی سلطنتِ عثمانیہ سلطان عثمان غازی اور سلطان اورخان غازی

مزار پر انوار قافلہ سالار عشق حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

مزار مبارک حضرت شیخ حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ

خصوصی تذکرہ
درگاہ
حضرت مولانا
جلال الدین رومی
رضی اللہ عنہ
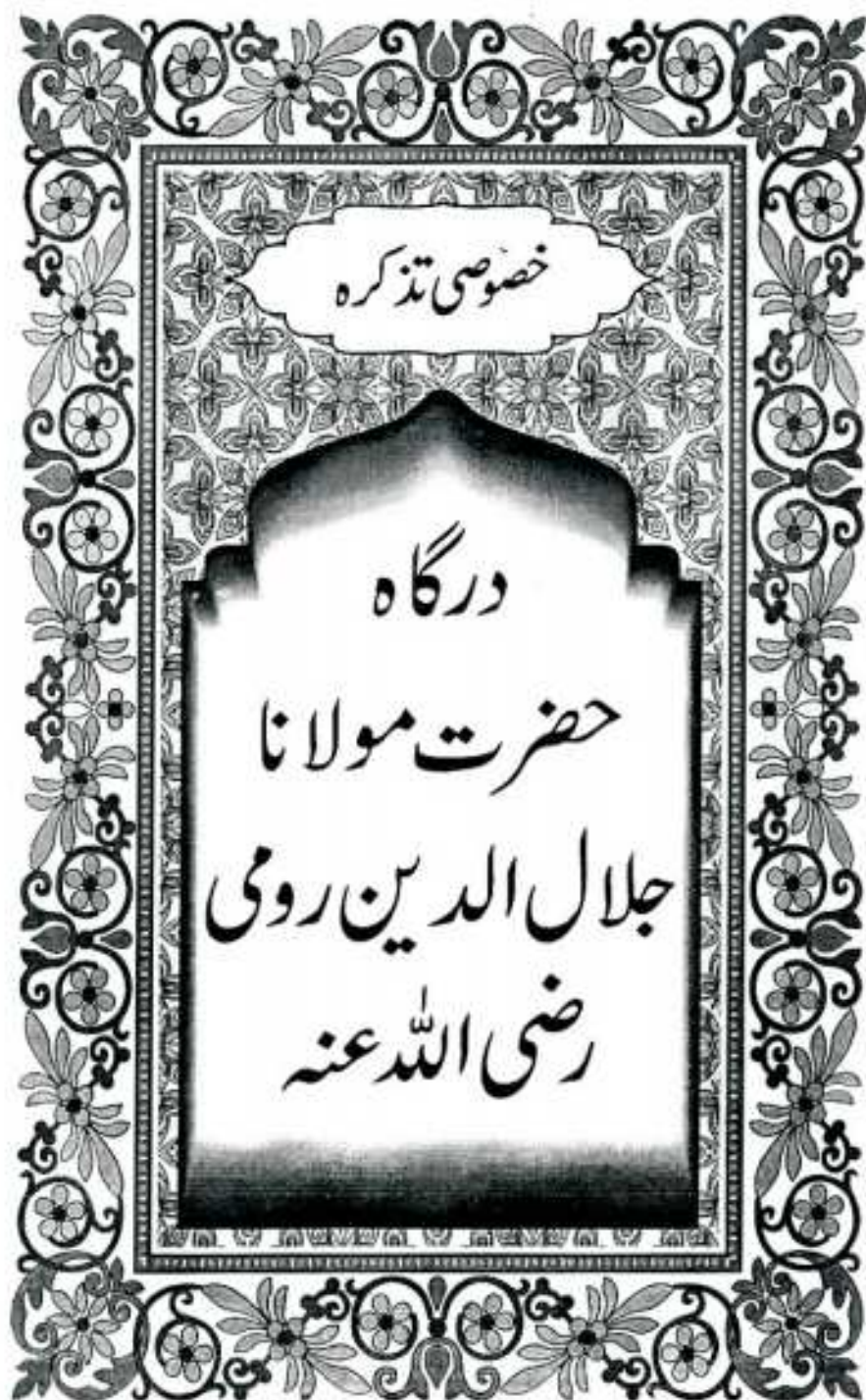
بیرونی منظر
درگاہِ حضرتِ مولانا روم

مولوی معنوی

پیکرِ عشق و محبت مولوی معنوی
رونقِ لطف و کرامت مولوی معنوی

یادگارِ رحمۃ للعالمین شد مثنوی
پیکِ تفسیرِ رسالت مولوی معنوی

افتخارِ قونیوی ہمراہ ما شد ھر زمان
بُلبلِ باغِ ثقافت مولوی معنوی

چادرِ عشق و محبت بر مزارِ او کشید
افتخارِ پاکِ رفعت مولوی معنوی

رھنمای این ''رھا'' در عالمِ عرفان وحق
در طریقِ حق ضمانت مولوی معنوی

سرودۂ ڈکٹر محمد حسین تسبیحی رھا

شہر قونیہ شریف کو حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دائمی مسکن بنایا جو استنبول شہر سے 665 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس شہر کا تعارف اور فضیلت بیان کرتے ہوئے اس طرح ارشاد فرماتے ہیں کہ

قونیه را بعد ازین مدینۃ الاولیاء لقب نهید که هر مولودی
که درین شهر بوجود آید ولی باشد

﴿ قونیہ شہر کو ہم نے **مدینۃ الاولیاء** کا لقب دے دیا ہے اس شہر میں ولی پیدا ہوتے رہیں گے ﴾
آپ مزید فرماتے ہیں کہ ''اس شہر میں نہ شمشیر زنی ہوگی اور نہ دشمن اس پر غلبہ حاصل کر سکیں گے یہ شہر آخری زمانے کی آفات سے امان میں رہے گا اور کبھی یہ مکمل تباہ نہ ہوگا''۔

بارگاہ حضرت پیر رومی اس وقت ایک میوزیم کی صورت میں موجود ہے، خلافتِ عثمانیہ کے بعد 1926 میں اس عظیم و مقدس مقام کو میوزیم میں تبدیل کر کے (KONYA ASAR-I-ATIKA MUZASI) قونیہ میوزیم آف ہسٹاریکل ورکس کے نام سے متعارف کروایا گیا سال 1954 میں نام تبدیل کر کے (MEVLANA MUZUSI) ''**مولانا میوزیم**'' رکھ دیا گیا اور اب یہ عظیم مقام اسی نام سے مشہور و معروف ہے، اسکا موجودہ رقبہ 18000 مربع میٹر ہے جو درگاہ حضرت مولانا، آپ کی مسجد، درویشوں کے کمرے، لائبریری، تبرکات کے کمرے، سماع ہال، مطبخ، وسیع لان، صحن، وضو کی جگہ، باغیچہ اور دفاتر پر مشتمل ہے۔ مولانا میوزیم روزانہ صبح 9 بجے سے شام 6 بجے تک بغیر وقفہ کے کھلا رہتا ہے۔ صرف بروز سوموار صبح 9 بجے کی بجائے 10 بجے کھلتا ہے۔ اس میں داخلے کے لیے ٹکٹ لینا ضروری ہے جس کی موجودہ شرح 4 ملین ترکی لیرا (165 روپے پاکستانی، جولائی 2004ء) ہے۔ حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کے قریب ہی ''درگاہ ہوٹل'' میں قیام تھا۔ ہم بھی تیار ہو کر بارگاہِ حضرت پیر رومی میں حاضری کے لیے میوزیم پہنچے ٹکٹ لینے کے لیے کافی طویل لائن تھی۔ جن میں ترکوں کے علاوہ غیر ملکی زائرین بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ اپنی باری آنے پر ٹکٹ حاصل کیے اور میوزیم کے اندر داخل ہو گئے، سامنے بارگاہ حضرت رومی کی عمارت کے صدر دروازے پر جلی حروف

میں **یا حضرت مولانا** لکھا ہوا نظر آیا، اور اس عبارت کے نیچے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا درج ذیل شعر لکھا ہوا تھا۔

کعبۃ العشاق باشد این مقام
هر که ناقص آمد این جا شُد تمام

﴿کعبہ کے عشاق اِس مقام پر آ پہنچے کہ جہاں ناقصوں کو کامل بنا دیا جاتا ہے﴾

حضرت جامی کا یہ شعر پڑھنے سے ایک عجب کیفیت طاری ہوئی اور احساس ہوا کہ ہم کسی عام بارگاہ میں حاضر نہیں ہو رہے بلکہ یہ تو وہ بارگاہِ عظیم ہے کہ جن کے متعلق ایک عاشقِ صادق نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ

من چه گویم وصف آن عالی جناب
نیست پیغمبر ولی دارد کتاب

﴿کہ میں اُس عظیم ہستی کی کیا تعریف کروں وہ پیغمبر تو نہیں تھے لیکن اُن کو ایک کتاب ضرور عطا ہوئی﴾

یہاں کتاب سے مراد **مثنوی شریف جس کو** فارسی زبان کا قرآن پاک کہا جاتا ہے بقول حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

مثنوی معنوی مولوی
هست قرآن در زبان پهلوی

شاعرِ مشرق اور حضرت مولانا روم کے مُرید ہندی علامہ محمد اقبال کی بھی روح تڑپی اور اور اپنے روحانی مُرشد کے بارے میں یوں گویا ہوئے

پیرِ رومی مُرشدِ روشن ضمیر
کاروانِ عشق و مستی را امیر

مرکزی دروازہ سے اندر داخل ہوں تو بارگاہِ حضرت پیر رومی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ایک کمرہ آتا ہے جس کو **تلاوت چیمبر یا تلاوت قرآن پاک کا کمرہ** کہا جاتا ہے 1926 سے

پہلے یہاں تلاوت کلام پاک ہوا کرتی تھی پھر زائرین حضرت مولانا روم کی خدمت میں سلامی کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے لیکن میوزیم بن جانے کے بعد اس بابرکت مقام کو خطاطی کے نمونوں کی نمائش کیلئے مختص کر دیا گیا ہے۔ اس میں قدیم دور کے مشہور خطاطوں کے فن پاروں کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا ہے۔ اسی کمرہ سے اندرونی جانب ایک اور دروازہ کھلتا ہے جو بارگاہِ رومی میں داخلے کا دوسرا مرکزی دروازہ ہے۔ چاندی کا بنا ہوا یہ انتہائی خوبصورت دروازہ 1599ء میں حسن پاشا نے بارگاہِ رومی کیلئے پیش کیا تھا اس دروازہ کے دائیں اور بائیں جانب انتہائی خوبصورت اور قیمتی قالین لٹکے ہوئے ہیں اس دروازہ کے اُوپر بھی ایک خوبصورت فریم لگا ہوا ہے۔ جس میں حضرت مولانا جامی کا شعر مذکورہ بالا جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔ اس خوبصورت دروازہ سے اندر داخل ہوں تو بارگاہِ رومی کا خوبصورت اور طویل ہال شروع ہو جاتا ہے یہ ہال تین گنبدوں پر مشتمل ہے۔ حضرت مولانا روم اور آپ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد **سبز گنبد** کے نیچے آرام فرما ہیں جس کو **قبۂ خضراء** کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس سبز گنبد کی تعمیر حضرت مولانا روم کے محبوب خلیفہ شیخ حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ کے ایام سجادگی اور حضرت سلطان ولد کی منظوری سے شہر تبریز کے معروف ماہر تعمیرات بدرالدین تبریزی کے ہاتھوں پایۂ تکمیل کو پہنچی اور اُس وقت مزار مبارک کی تعمیر پر ایک لاکھ تیس ہزار سلجوقی درہم خرچ آیا تھا۔ ہال مذکورہ کے دائیں جانب ایک بلند اور طویل چبوترہ پر 60 قبور مبارکہ ہیں عین درمیان میں حضرت مولانا روم کا مزار پرانوار ہے۔ جس پر ایک خوشنما غلاف پڑا ہوا ہے۔ 1565ء میں عثمانی سلطان **سلیمان القانونی** نے حضرت مولانا روم اور آپ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کیلئے جب سنگِ مرمر کے تعویذ پیش کئے تو حضرت مولانا روم کے مزار مبارک پر پڑا ہوا لکڑی کا تعویذ آپ کے والدِ ماجد کے مزار مبارک پر رکھ دیا گیا جو آج بھی موجود ہے۔ چبوترہ مذکورہ پر حضرت مولانا روم کے اہل خانہ، عزیز و اقارب، سجادگان اور خلفاء کے علاوہ سلسلہ مولویہ کی اہم شخصیات بھی آرام فرما ہیں، اسی طرح بائیں جانب ایک مختصر چبوترہ پر خراسان کے 6 اولیاء اللہ کے مزارات مبارکہ بھی ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک دنیا کا خوبصورت اور ڈیزائن کے لحاظ سے منفرد مزار مبارک ہے، ظاہری خوبصورتی اور جاہ و جلال کے علاوہ اس کے انوار و تجلیات کے بھی کیا کہنے۔ اس بندۂ ناچیز کو شام، عراق، اُردن، ایران، افغانستان اور پاکستان میں اکثر مزارات مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے اپنے ذاتی مشاہدے کی روشنی میں علی وجہ البصیرت یہ بات لکھ رہا ہوں کہ یہاں کی کیفیات اور انوار و تجلیات کا عالم ہی نرالا ہے، کیوں نہ ہوں یہ وہ ہستی عظیم ہیں کہ جن پر زندگی میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی تجلیات کا نزول فرماتے رہے۔ حضرت پیر رومی فرمایا کرتے تھے کہ **بیت اللہ شریف** کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف ایک بار **اپنا گھر** کہا ہے جب کہ ستر بار مجھے **اپنا بندہ** کہہ چکا ہے۔

کعبہ را یک بار بیتی گفت یار
گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار

بارگاہِ رومی میں زائرین ہر وقت سلام کیلئے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ بالخصوص جمعۃ المبارک اور چھٹی والے دن تو زائرین کا رش قابل دید ہوتا ہے۔ ہم نہایت ادب سے اس مرکزی دروازہ سے اندر داخل ہوئے، اندر کے پورے ماحول کو بانسری کی لے نے پر کیف و پُرسوز بنایا ہوا تھا۔ اسی لیے تو حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ پیر رومی کو اپنا ساتھی و مرشد بنا لے تا کہ پھر خداوند تعالیٰ تجھے بھی سوز و گداز کی نعمت سے نواز دے۔

پیرِ رومی را رفیقِ راہ ساز
تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

ہم نے سب سے پہلے حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب خلیفہ، کاتب مثنوی شریف اور اول سجادہ نشین حضرت حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کیا۔

خلیفۃ الحق جنید الزمان حضرت حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ جو کچھ نذرانہ آتا وہ سب حضرت حسام الدین چلپی

کے پاس بھیج دیتے جسے وہ خدام کی ضرورتیں پوری کرنے میں صرف فرماتے۔ ایک دن امیر تاج الدین معتز رحمۃ اللہ علیہ نے سات ہزار درہم سلطانی حضرت مولانا کی خدمت میں ارسال کئے کہ یہ مال حلال ہے اسے آپ ضرور قبول فرمائیں۔ حضرت مولانا نے وہ تمام رقم بھی حضرت حسام الدین چلپی کو ارسال کردی۔ اس وقت آپ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد بھی موجود تھے۔ فرمانے لگے کہ:۔

ما هیچ نیست و وجه اخراجات نداریم وهر فتوحی که می آید حضرت خداوند گار بخدمت چلپی می فرستد، پس ما چه کنیم؟

﴿اس وقت گھر میں اخراجات کیلئے کچھ بھی نہیں ہے اور جو نذرانہ بھی آتا ہے آپ اسے حضرت حسام الدین چلپی کے ہاں بھیج دیتے ہیں۔ ہم کیا کریں؟﴾

حضرت مولانا روم نے فرمایا

بهاء الدین والله، وبالله، وتالله، که اگر صد هزار زاهد کامل متقی را حالت مخمصة واقع شود و بیم هلاکت بود و مرا یک نانی باشد آن راهم بحضرت چلپی حسام الدین بفرستم

﴿اے بہاء الدین خدا کی قسم اگر سو ہزار زاہد اور کامل متقیوں کو بھوک کی شدت سے موت کا اندیشہ ہو اور اس وقت میں میرے پاس اگر صرف ایک روٹی بھی ہوگی تو وہ بھی میں حسام الدین چلپی کو بھیج دوں گا﴾

کیونکہ وہ مرد خدا ہے اور اس کے تمام کام اللہ کیلئے ہیں۔ ایک دن حضرت حسام الدین چلپی کے سامنے کسی نے کہا کہ فلاں شخص حضرت مولانا روم کے کلام کی شرح کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ

کلام خداوند گار ما بمثابت آئینه ایست

﴿ہمارے آقا و مولا حضرت مولانا کا کلام مثل آئینہ ہے۔﴾

جو شخص جب آئینہ دیکھتا ہے تو اس کو اس میں اپنی صورت نظر آتی ہے۔ جو شخص مولانا کے کلام کی شرح بیان کرتا ہے وہ اس کا اپنا حال ہے۔ جو وہ بیان کرتا ہے۔ دریا سے نہریں تو نکالی جاسکتی ہیں لیکن ہزاروں نہروں سے دریا نہیں بن سکتا اور پھر یہ شعر پڑھا۔

بگوشها برسد حرفهای ظاهر من

هیچ کس نرسد نعرهٔ هائے جانئ من

﴿میرے ظاہری حروف تو لوگوں کو سنائی دیتے ہیں

مگر میرے روحانی نعروں کی کانوں کان کسی کو خبر نہیں۔﴾

روایت ہے کہ خلیفۃ الحق حضرت حسام الدین چلپی ''شافعی'' مذہب پر تھے، ایک دن حضرت مولانا روم کی خدمت میں سر رکھ کر فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ میں حنفی مذہب اختیار کرلوں، اس لئے کہ آپ بھی حنفی ہیں''۔ حضرت مولانا نے جواب میں فرمایا **"نی نی، صواب آنست کہ درمذہب خود باشی و آن را نگاہ داری و مردم را بر جادۂ عشقِ ما ارشاد کنی"** کہ آپ اپنے مذہب پر ہی رہو اور اس کی پیروی کرو لیکن لوگوں کو میرے طریقۂ عشق کی تعلیم دیا کرو۔

حضرت سراج الدین مثنوی خواں سے روایت ہے کہ حضرت حسام الدین چلپی کی یہ عجیب عادت تھی کہ جو لوگ فسق و فجور میں مشہور تھے آپ ان کی بہت زیادہ تعریف کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو زاہد اور پارسا کہا کرتے تھے اور جو لوگ بظاہر زاہد اور پرہیز گار ہوتے تھے ان کی مذمت کیا کرتے تھے۔ کسی نے یہ بات حضرت مولانا روم کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ حسام الدین چلپی درست کہتے ہیں وہ فاسق و فاجر لوگوں کی اس لئے تعریف کرتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے باطن میں ادب اور محبت ہوتی ہے جب کہ ظاہری عبادت کرنے والے باطن میں بے ادب اور منافق ہوتے ہیں اس لئے ان کی برائی اور مذمت کرنا درست ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نظر ہمیشہ بندوں کے باطن پر ہوتی ہے ظاہر پر نہیں۔

ما کہ باطن بین جملہ کشوریم

دل بینیم و بظاہر ننگریم

﴿ہم تمام دنیاؤں کے اندرونی حالات دیکھتے ہیں ظاہری صورت نہیں دیکھتے۔﴾

حضرت مولانا روم کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد بیان فرماتے ہیں کہ جب قاضی سراج الدین کی نعش قبر میں اتاری گئی، میں حسام الدین چلپی کے پیچھے بیٹھا تھا مجھ سے فرمایا بہاء الدین ذرا قبر کی طرف نظر کر، جب قاری نے تلقین پڑھنا شروع کی تو میں نے دیکھا کہ سیاہ دھواں اس قبر سے اٹھا اور تمام قبرستان میں پھیل کر پھر سمٹ کر اس کی قبر میں گم ہو گیا۔ مجھ سے حضرت حسام الدین چلپی نے فرمایا "سلطان ولد! تو نے دیکھا" میں نے جواب دیا "جی! عجیب دھواں تھا" جس پر حسام الدین چلپی نے فرمایا کہ یہ دھواں حضرت مولانا روم قدس اللہ سرہ اور اولیائے سلف کے انکار کی وجہ سے تھا اور اگر میں مزید حالات دکھاؤں تو تمہیں بہت ہی رحم آئے گا۔ سلطان ولد فرماتے ہیں کہ میں یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوا اور میں بہت رویا کہ ایسا نامی گرامی عالم دین اور اس کی یہ حالت۔ پھر حسام الدین چلپی نے فرمایا کہ اے مرشد زادے تیرے قدوم مبارک کی برکت اور ہمارے خداوندگار حضرت مولانا روم، قاضی سراج الدین کی شفاعت کریں گے تا کہ اس پر سختی نہ ہو اور مرحومین میں شامل ہو جائیں۔ پھر آپ نے دس بار سورۃ الاخلاص پڑھ کر قبر پر دم کیا اور فرمانے لگے کہ اولیاء اللہ کے انکار کے مقابلہ میں اور کوئی گناہ اور خطا اتنی سنگین نہیں ہے، سوائے انکار اولیاء کے، باقی سب گناہ بخشے جاتے ہیں، پاک لوگوں کا منکر نہ بن، مظلوم لوگوں کا صبر تجھے ہلاک اور برباد کر دے گا۔ تیسرے روز حضرت حسام الدین چلپی نے قاضی سراج الدین کو خواب میں جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ رتبہ آپ کو کیسے ملا؟ عرض کیا کہ حضرت مولانا صاحب کی عنایت سے یہاں پہنچا ہوں، آپ نے جب یہ خواب حضرت سلطان ولد سے بیان کیا تو قاضی سراج الدین کے بیٹے اور پوتے حضرت حسام الدین چلپی کے مریدوں میں شامل ہو گئے۔

روایت ہے کہ ایک روز حسام الدین چلپی نے حضرت مولانا روم کی خدمت میں عرض کی کہ **"امشب در مبشره خواب دیدم که بلال حبشی رضی اللہ عنہ کلام الله را بالای سر برداشته بود و حضرت سید الاولین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتاب مثنوی را در بر گرفته مطالعه می فرمود"** آج رات میں

نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ قرآن مجید کو سر پر اٹھائے ہوئے ہیں اور سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم مثنوی شریف اٹھائے ہوئے اس کا مطالعہ فرمار ہے ہیں اور صحابہ کرام اس کی تعریف فرماتے ہیں اور سر مبارک ہلاتے ہیں۔ حضرت مولانا روم نے فرمایا ''خدا کی قسم جس طرح تم نے دیکھا ہے ویسا ہی ہے''۔

حضرت حسام الدین چلپی وہ محبوب شخصیت ہیں کہ شیخ صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا روم نے انہیں اپنا ہمدم وہمراز بنایا اور جب تک حضرت مولانا روم زندہ رہے، اسی شخصیت سے دل کو تسکین دیتے رہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس طرح پیش آتے کہ گمان ہوتا کہ حضرت مولانا ان کے مرید ہیں اور حضرت حسام الدین چلپی کے ادب وعقیدت کی انتہا دیکھیں کہ ایک دن بھی حضرت مولانا روم کے وضو خانے میں وضو نہیں کیا۔ برفباری کے شدید موسم میں بھی اپنے گھر جا کر وضو کرتے۔

حضرت حسام الدین چلپی ہی وہ منظورِ نظر شخصیت ہیں کہ جن کی تجویز پر حضرت مولانا روم نے مثنوی شریف کی ابتداء کی اور آپ حیران ہوں گے کہ جس کتاب کو آگے چل کر **ھست قرآن در زبانِ پھلوی** کا خطاب ملا اُس کتاب کے 6 دفتروں میں سے 5 دفاتر حسام الدین چلپی کے نام سے مزین ہیں۔ مثنوی شریف کے پانچوں دفتر کی ابتداء اس خوبصورت شعر سے ہوتی ہے۔

شھہ حسام الدین کہ نورِ انجم است
طالبِ آغازِ سفرِ پنجم است

مثنوی شریف کی مقبولیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں مثنوی شریف ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے ہیں

صنفت کتب کثیر معنوی

لیس فیھا کالکتاب المثنوی

﴿ کہ بے شمار اعلیٰ کتب تالیف کی گئی ہیں لیکن ان میں کوئی کتاب بھی مثل مثنوی شریف نہیں ۔ ﴾

سماع کی محافل میں لوگ پہلے حضرت حسام الدین چلپی کی موجودگی کو یقینی بنا کر حضرت مولانا روم کو دعوت دیتے ۔ حضرت مولانا روم شیخ حسام الدین چلپی کو **ابا یزید الوقت، جنید الزمان، ولی اللہ فی الارض، مفتاح خزائن العرش** جیسے عظیم القابات سے یاد فرمایا کرتے تھے ۔

اصحاب مدرسہ سے منقول ہے کہ ایک روز معین الدین پروانہ نے بہت بڑے جلسے کا اہتمام کیا جس میں شہر کے تمام بزرگ مدعو تھے ۔ حضرت مولانا روم بھی تشریف لائے لیکن آپ خاموش رہے اور ایک کلمہ بھی زبان سے ارشاد نہیں فرمایا ۔ اس روز حضرت حسام الدین چلپی کو دعوت نہیں دی گئی تھی ۔ معین الدین پروانہ سمجھدار آدمی تھا، سمجھ گیا اس نے فوراً مولانا سے عرض کی کہ ارشاد ہو تو حضرت چلپی کو بھی باغ سے بلالیا جائے آپ نے فرمایا مناسب ہے، کیونکہ پستانِ حقائق معانی کے دودھ کو وہی جذب کرتے ہیں ۔

این سخن شیر است در پستانِ جان

بے کشندہ خوش نمی گردد روان

﴿ یہ بات پستان میں دودھ نکلنے کی طرح ہے، نکالنے والے کے بغیر جاری نہیں ہوا کرتا ﴾

حضرت حسام الدین چلپی مع خدام تشریف لائے، معین الدین پروانہ نے دوڑ کر ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور خود ان کے آگے شمع لے کر چلنا شروع کر دیا، اس وقت حضرت مولانا بھی بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے مرحبا جان من، ایمان من، جنید من، نور من، مخدوم من، محبوب حق، معشوق انبیاء، حسام الدین بار بار قدموں پر سر رکھتے اور خدام عاشقانہ نعرے لگاتے، معین الدین پروانہ کے دل میں خیال آیا کہ واقعی حضرت حسام الدین چلپی کی یہ حالت ہے یا حضرت مولانا ازروئے تکلف یہ فرما رہے ہیں، حضرت چلپی نے فوراً معین الدین پروانہ کا ہاتھ پکڑ لیا

اور فرمایا معین الدین ! گو مجھ میں کوئی بات بھی نہیں ہے تو مولانا کے ارشاد سے وہ ہو گئی بلکہ اس سے سو حصہ اور بڑھ گئی، انہیں یہ قدرت ہے کہ جو حال نہیں ہے وہ پیدا ہو جائے اور ایک نظر عنایت سے ہدایت فرما کر کامل بنا دیں۔

یک نظری بیش نیست آن فقیر اے پسر
بر بردت آن نظر سوے اثیر اے پسر

﴿اے بیٹے یہ سب کچھ صرف ایک نظر کا کمال ہے، جب کسی اثر قبول کرنے والے پر مہر کی نگاہ اٹھ جاتی ہے تو وہ طالب کو بہت اونچا لے جاتی ہے۔﴾

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرما دیا تھا۔ حضرت مولانا روم کے وصال کے بعد آپ 11 برس سجادہ نشینی کے فرائض احسن طریقہ پر سرانجام دیتے رہے۔ منقول ہے کہ ایک دن حسام الدین چلپی اپنے خدام کے ہمراہ باغ میں موجود تھے، اچانک ایک درویش نے آ کر اطلاع دی کہ حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کے گنبد کا کلس گر گیا ہے، حضرت حسام الدین چلپی نے ایک آہ بھری اور بار بار اپنی پگڑی کو زانو پر مارتے اور روتے، تھوڑی دیر کے بعد فرمایا حساب کرو کہ حضرت مولانا کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے کتنا عرصہ گزر گیا، حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا پورے دس برس گزر گئے ہیں اور گیارہواں برس شروع ہو گیا۔ اسی وقت آپ کے چہرہ پر تغیر نمایاں ہوا اور پسینہ سے تر ہو گئے فرمایا کہ مجھے گھر لے چلو، اب عمر کا پیمانہ بھر چکا ہے اور ارشاد فرمایا کہ

وقت آن آمد کہ ما عریان شوم
جسم بگذارم سراسر جان شوم

﴿وقت آ پہنچا ہے کہ میں اب دنیا سے رخصت ہو جاؤں اور جسم سے آزاد ہو کر سراپا جان بن جاؤں۔﴾

آپ گھر تشریف لائے، چند روز صاحب فراش رہے اور جس وقت حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کا نیا کلس چڑھا دیا گیا تو اسی روز بروز منگل 22 شعبان المعظم 683 ہجری انتقال فرمایا

اور حضرت مولانا کے چبوترے پر ہی آپ کے انتہائی قریب آپ کا مزار مبارک بنا جو اس وقت قابل دید ہے۔ اس عظیم شخصیت کی خدمت میں اپنا ہدیہ عقیدت پیش کرنے کے بعد ہم آہستہ آہستہ آگے چلے اور مزار پُر انوار حضرت پیر رومی کے عین سامنے کھڑے ہو کر نہایت ادب و عقیدت سے عاجزانہ سلام پیش کیا۔ قارئین ہم جس مقام پر کھڑے تھے کبھی سلجوقی محل کے ساتھ واقع گلاب کے پھولوں کا ایک باغ تھا۔ یہ محل اور باغ سلطان علاؤالدین کیقباد نے حضرت مولانا روم کے والد ماجد کو تحفہ میں دیا تھا۔ 12 جنوری 1231ء کو جب حضرت مولانا روم کے والد ماجد حضرت سلطان بہاء الدین ولد نے وفات پائی تو پھولوں کے اس خوبصورت باغ میں سب سے پہلے آپ کو ہی دفنایا گیا اور پھر دوسری قبور اس باغ پر بنتی چلی گئیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت شہر بلخ میں 6 ربیع الاول شریف 604 ہجری (1207) عیسوی ہوئی آپ کے والد محترم حضرت سلطان العلماء سلطان بہاء الدین ولد فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کی عمر ابھی پانچ سال کے قریب تھی کہ ایک دن وہ دوسرے لڑکوں کے ساتھ چھت پر چل رہے تھے کہ کسی لڑکے نے کہا کہ آؤ اس چھت سے دوسری چھت پر کود یں، میرے بیٹے نے کہا کہ اس قسم کی حرکات تو کتا، بلی اور دوسرے جانور بھی کر سکتے ہیں، ہمت کرو اس سے آگے بڑھو آؤ اور آسمان کی طرف پرواز کریں، یہ کہہ کر جلال الدین کچھ دیر کیلئے لڑکوں کی نظر سے غائب ہو گئے جس پر لڑکوں نے شور مچانا شروع کر دیا اور کچھ دیر بعد آپ واپس آ گئے اور کہنے لگے کہ جس وقت میں تم سے باتیں کر رہا تھا تو اس وقت فرشتوں کی ایک جماعت آئی اور مجھے پکڑ کر آسمان پر لے گئی، میں نے وہاں پر عجائبات عالم ملکوت کی زیارت کی اور جب تم لوگوں نے میرے لئے شور کیا تو وہ فرشتے مجھے واپس لے آئے۔

حضرت مولانا روم نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی اس کے بعد حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی میں آئے اور قیام بلخ میں انہی کے زیر تربیت رہے اور

بیشتر علوم دینیہ بھی انہی سے حاصل کئے ۔ بلخ سے ہجرت کے بعد نیشاپور، بغداد، حجاز مقدس، شام اور آق شہر سے ہوتے ہوئے قونیہ پہنچے، اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد 25 سال کی عمر میں اعلیٰ دینی تعلیم کیلئے شام کا سفر اختیار فرمایا۔ شہر حلب میں **مدرسۂ حلاویہ** شیخ کمال الدین عدیم حلبی سے فیض حاصل کیا اور اس مدرسہ کے علاوہ حلب کے اور مدارس سے بھی اکتساب فیض کیا۔ **مناقب العارفین از شمس الدین الافلاکی** رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت کے مطابق حضرت مولانا روم نے سات برس دمشق میں بھی رہ کر تحصیل علم کیا۔ حضرت مولانا روم کے ایک مرید خاص **سپہ سالار** جنہوں نے مدتوں حضرت رومی کی صحبت سے فیض حاصل کیا، کی روایت کے مطابق آپ دمشق کے مدرسہ برانیہ میں تحصیل علم کیلئے قیام پذیر رہے۔ دور طالب علمی میں ہی حضرت مولانا روم نے یہ مرتبہ حاصل کر لیا تھا کہ جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا اور کسی سے حل نہ ہوتا تو لوگ آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ۔ یہ امر مسلم ہے کہ حضرت مولانا روم نے تمام علوم دینیہ میں نہایت کمال حاصل کر لیا تھا۔

حضرت مولانا روم کی خدمت اقدس میں اپنا سلام پیش کرنے کے بعد اپنے اہل خانہ، اپنے دوست، احباب اور جن شخصیات نے آپ کی خدمت میں سلام کا نذرانہ پیش کرنے کیلئے کہا تھا اُن سب شخصیات کا سلام پیش کیا اور اس عظیم مقام پر سب کی حاضری کے لیئے دُعا بھی کی، زائرین کا یہاں اتنا زیادہ رش ہوتا ہے کہ آپ کے مزار مبارک کے سامنے زیادہ دیر کھڑے نہیں ہو سکتے تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر ایک مقام پر بیٹھ گئے ۔ تلاوت کی، مثنوی شریف کے اشعار پڑھے، ہم اتنی عظیم بارگاہ میں اپنی حاضری پر ناز کر رہے تھے کیونکہ حضرت مولانا روم اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے **آیة من آیات اللہ** روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شمس تبریزی نے مولانا روم کے مدرسہ میں فرمایا تھا

ھر کہ می خواھد کہ انبیاء را بیند ،مولانا را بیند، سیرت انبیاء اوراست

﴿ کہ جو انبیاء کی زیارت کرنا چاہتا ہے وہ حضرت مولانا روم کی زیارت کر لے
کیونکہ آپ کی سیرت ، انبیاء کی سیرت ہے ﴾

حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اور آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا روم سے اسقدر عشق و محبت تھی کہ حضرت قبلہ بابو جی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا روم درد کا سوداگر ہے اور ہم درد کے خریدار۔ آپ کو قونیہ شریف حاضری کی اس قدر شدید خواہش تھی کہ آپ دعا فرمایا کرتے تھے کہ خدا کرے زندگی میں ایک مرتبہ حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک پر حاضری ہو جائے، پھر ایک سے زائد مرتبہ آپ کو حاضری کا شرف نصیب ہوا۔

آج اس عظیم مقام پر بیٹھے ہوئے ہم اپنی قسمت پر نازاں تھے اور شکرِ خداوندی کے ساتھ بار بار کبھی اپنے آپ کو اور کبھی حضرت مولانا روم کے مزار پر کیف کو دیکھتے، دعا کے بعد ایک بار پھر اُٹھ کر آپ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کیا، اور پھر آپ کی پائینتی آپ کے والدِ ماجد سلطان العلماء حضرت سلطان بہاء الدین ولد کی خدمت اقدس میں نذرانہ سلام پیش کیا اور قریب ہی حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب کے مزار مبارک پر بھی ہدیہ سلام پیش کیا۔

حضرت صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب قونیہ شریف میں ایک دُکان پر چاندی کا کام کیا کرتے تھے ایک دن حضرت مولانا روم شمس تبریز کی جدائی میں بیقراری کی حالت میں گھر سے نکلے راستے میں شیخ صلاح الدین کی دُکان تھی اور آپ اُس وقت چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے ورق کوٹنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے اُس نے حضرت مولانا پر سماع کی کیفیت پیدا کر دی اور آپ پر وجد کی حالت طاری ہوگئی شیخ صلاح الدین زرکوب جو خود بھی صاحب حال تھے حضرت مولانا روم کی یہ حالت دیکھ کر دیر تک چاندی ضائع کرتے ہوئے ورق کوٹتے رہے اور وہیں کھڑے کھڑے اپنی دُکان لٹوا دی اور حضرت مولانا روم کے ہمراہ ہو لئے۔ شیخ صلاح الدین زرکوب اور حضرت مولانا روم آپس میں پیر بھائی بھی ہیں۔ حضرت مولانا روم کے استاد اور شیخ طریقت حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت مولانا روم کے والدِ ماجد سے دو عظیم چیزیں حاصل ہوئی ہیں۔ ایک قال اور ایک حال۔ قال کی کیفیت تو میں نے حضرت مولانا روم کو منتقل کر دی ہے لیکن اپنی کیفیتِ حال شیخ

صلاح الدین زرکوب کو بخش دی ہے۔ اس لحاظ سے حضرت مولانا روم شیخ صلاح الدین زرکوب کا بہت زیادہ ادب واحترام کیا کرتے تھے آپکی شان میں بے شمار غزلیات اور اشعار کہے۔

حضرت سلطان ولد سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلاح الدین زرکوب نے مجھ سے کہا کہ بہاء الدین سوائے میرے کسی شیخ کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو، شیخ کامل میں ہوں۔ میری نظر آفتاب کا حکم رکھتی ہے، مرید مثل پتھر کے ہے۔ آفتاب کی نظر سے پتھر لعل بن جاتا ہے۔

ایک دن کسی نے حضرت مولانا روم سے دریافت کیا کہ عارف کون ہے؟ فرمایا عارف وہ ہے کہ تو خاموش ہو اور وہ تیرے اسرار بیان کر دے جیسے کہ شیخ صلاح الدین زرکوب ہیں۔ یہ ہر وقت عالم غیب کی خبریں بیان کرتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کی باتیں ظاہر کرتے ہیں۔

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب کی والدہ محترمہ لطیفہ خاتون کا انتقال ہوا اور ان کو دفن کرنے کے بعد سب لوگ واپس آ گئے مگر شیخ صلاح الدین زرکوب قبر پر ٹھہر گئے، حضرت مولانا روم نے چلنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے عرض کی والدہ کے مجھ پر بہت سے احسانات ہیں، میں چاہتا ہوں کہ انہیں منکر ونکیر کے سوالات کی سختی سے بچاؤں اور درگاہ الٰہی میں عرض کروں کہ انہیں قبر کی وحشت نہ ہو اور کچھ دیر قبر پر بیٹھنے کے بعد تبسم فرماتے ہوئے تشریف لے آئے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس دن میرے بہاء الدین سلطان ولد کا عقد شیخ صلاح الدین زرکوب کی صاحبزادی فاطمہ خاتون سے ہوا تو جنت کی حوروں اور ملائکہ نے بھی اس کی خوشی منائی، نقارے بجائے اور سماع کیا۔

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ رحمت الٰہی کی کان ہیں، تمام مخلوق پر ان کی وجہ سے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ تمام عالم کی زندگی ان کے نور سے ہے، ان کا نور کبھی ختم نہیں ہوتا، جس میں یہ صفت نہیں، وہ ولی نہیں ہے، اہل دل کا سماع حضوری ہے، ولی اللہ کی ایک یہ صفت ہے کہ اس کے سینے کو کھول دیا جائے وہ اپنے سینے میں دریائے نور دیکھے اور اس دریا سے عشق بازی کرے۔

ایک روز حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب، حضرت مولانا روم کے سامنے حضرت بایزید بسطامی اور حضرت جنید بغدادی کے احوال وکرامات بیان فرما رہے تھے جس پر حضرت مولانا روم نے فرمایا یہاں میں اور صلاح الدین موجود ہیں، حضرت بایزید بسطامی اور حضرت جنید بغدادی کا نور ہمارے ساتھ ہے، بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہے اور فرمایا

چون هست صلاح دین درین جمع
منصور وابا یزید با ماست

﴿جب صلاح الدین ہمارے ساتھ موجود ہیں تو یہ سمجھو منصور حلاج اور بایزید بسطامی ہمارے ساتھ ہیں﴾

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب 10 سال تک حضرت مولانا کی خدمت میں رہے، جب عمر پوری ہونے لگی اور صحبت کا زمانہ ختم ہونے لگا تو ان کے جسم لطیف میں علالت پیدا ہوئی شروع ہوئی اور ضعف بڑھنے لگا، حضرت مولانا روم ہمیشہ آپ کی عیادت کو جاتے اور آپ کے سرہانے بیٹھ کر کلمات غریب اور اسرار عجیب بیان فرماتے، ایک روز حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب نے حضرت مولانا روم سے عرض کیا کہ میں اس وقت تک دنیا سے نہ جاؤں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہو جائے۔ جس پر حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ میں سرکار دو عالم ﷺ کو راضی کرلوں گا اور تمہاری سفارش بھی کروں گا تم فکر نہ کرو اور بالآخر حضرت شیخ کی یہ دلی خواہش بھی پوری ہوئی۔ جس کے بعد حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب نے کہا کہ اگر اب آپ اجازت دیں تو میں اس دنیا سے خوشی خوشی رخصت ہو جاؤں۔ مولانا نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد تین روز تک حضرت مولانا روم عیادت کیلئے نہ گئے اور بالآخر حضرت شیخ نے یکم ماہ محرم 657 ہجری اس دار فانی کو الوداع کہا۔ وصال کے بعد حضرت مولانا روم تشریف لائے سر برہنہ کر کے رونے لگے بلند آواز سے گریہ و زاری کرنے لگے اسی وقت نقارے اور بگل بجانے والے بلائے گئے، شور و غوغا سے شہر میں قیامت کا منظر نظر آنے لگا قوالوں کی آٹھ جوڑیاں جنازہ کے آگے آگے سماع کرتی جاتیں۔ حضرت شیخ کے جنازہ کو حضرت مولانا کے خدام اٹھا کر چل رہے تھے، حضرت مولانا خود سماع کرتے اور چرخ لگاتے ہوئے اپنے والد ماجد کے مزار مبارک تک گئے اور اپنے والد ماجد کے پہلو میں دفن کیا۔ حضرت مولانا نے

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب کے وصال پر چند مرثیے اور غزلیں بھی لکھیں۔ برکت کیلئے ایک شعر درج ہے۔

اے زھجران در فراقت آسمان بگریستہ
دل میان خون نشستہ عقل و جان بگریستہ

﴿تیری جدائی کے فراق میں آسمان رو پڑا، عقل اور روح کے ساتھ دل خون کے آنسو بہانے لگا﴾

شیخ صلاح الدین زرکوب کی خدمت اقدس میں دست بستہ سلام عرض کرنے کے بعد ہم سماع ہال میں داخل ہوئے۔ 1926 تک تو اس مقام پر محافل سماع منعقد ہوتی رہیں لیکن اب اس ہال کو حضرت مولانا روم کے تبرکات اور تصانیف کی نمائش کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ شیشے کی مختلف الماریوں میں تبرکات مقدسہ بڑی ترتیب سے محفوظ کئے گئے ہیں۔

تبرکات نبویہ

اس مقام پر محفوظ نادر تبرکات میں سب سے اہم اور نایاب تبرک مقدسہ نبی پاک ﷺ کی ریش کے موئے مبارک ہیں جو لکڑی کی ایک انتہائی خوبصورت صندوقچی میں شیشے کی ایک الماری میں موجود ہیں اس مقام پر زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ زائرین یہاں کھڑے ہو کر موئے مبارک کے وسیلہ سے دعا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہم بھی اس مقام پر ادب سے حاضر ہوئے اور زیارت کا شرف حاصل کیا۔

تبرکات حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

شیشے کی ایک الماری میں حضرت مولانا روم کے تبرکات محفوظ ہیں جن میں حضرت مولانا روم کا لباس مبارک، حضرت مولانا کی جائے نماز، کندھے پر ڈالنے والا رومال، مولانا کی تین ٹوپیاں اور دو عدد بڑے سرفہرست ہیں۔

اسی طرح دوسری الماریوں میں حضرت شمس تبریزی کی ٹوپی مبارک، مولانا روم کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد کا لباس مبارک اور شیخ عارف چلپی کی دو عدد تسبیحات بھی محفوظ ہیں۔

ایک الماری میں عثمانیہ دور کے آلات موسیقی بانسری اور رُباب وغیرہ محفوظ ہیں ۔اسی طرح حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کی چابی، آپ کی خیالی تصویر عثمانی دور کی ایک گھڑی، مثنوی شریف کے قلمی نسخہ جات اور دوسری اہم قلمی کتب کے علاوہ بے شمار نادر و نایاب چیزیں قابل دید ہیں ۔ان تمام اشیاء کی زیارت کرنے کے بعد ایک دروازہ سے نکل کر صحن رومی میں آ گئے ۔

حضرت مولانا رومی کی اولاد اور سلسلۂ سجادگی

حضرت مولانا جلال الدین رومی کی اولاد کا سلسلہ اب تک موجود ہے بلکہ اس اعتبار سے حضرت مولانا روم کے خاندان کا شمار دنیا کے قدیم ترین گھرانوں میں ہوتا ہے حضرت مولانا کی وفات کے بعد ان کے اہل خاندان نے اپنا تمام شجرہ نسب محفوظ رکھا، جو اب آٹھ صدیوں پر محیط ہے اسی طرح حضرت مولانا روم کی اولاد میں سلسلہ سجادگی بھی اب تک جاری ہے 750 سالہ تاریخ میں 33 افراد ایسے ہیں جو اس منصب پر فائز ہوئے ۔ہر سجادہ نشین کو ''**چلپی**'' کے اہم خطاب سے یاد کیا جاتا ہے ۔چلپی کا مطلب شریف ،مہذب اور خوش خلق ہوتا ہے ۔حضرت مولانا روم کے وصال کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے محبوب خلیفہ حضرت حسام الدین چلپی پہلے سجادہ نشین منتخب ہوئے ۔اُن کے وصال کے بعد حضرت مولانا روم کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد دوسرے سجادہ نشین بنے اور پھر آج تک یہ طریقہ کار ہے کہ اس منصب کیلئے حضرت مولانا کے خاندان کے کسی مرد کو اس **مقام چلپی یاپوست نشین** کے لیے منتخب کیا جاتا ہے اور ان چلپی سجادہ نشینان میں سے اکثر کی قبور مبارکہ بھی حضرت مولانا روم کے چبوترہ پر واقع ہیں ۔اس وقت تک 32 سجادہ نشین گزر چکے ہیں، جن کی تفصیل آپ پڑھ سکتے ہیں۔

اَللّٰهُ مُفَتِّحُ الْاَبْوَابُ

LIST OF POST NASHEEN'S OF HAZRAT-E-MEVLANA RA

فہرست سجادگان

حضرت مولانا

جلال الدین رومیؒ

اس وقت 33 ویں

سجادہ نشین حضرت فاروق

ہمدم چلپی ہیں جن سے

بروز ہفتہ مورخہ 17 جولائی

2004ء استنبول میں

ملاقات کا شرف حاصل ہوا

No.	Name	Years
1	CELEBI HUSAMMUD DIN	
2	SULTAN-VELED CELEBI	1226-1312
3	ARIF(1)CELEBI	1272-1320
4	ABID(1)CELEBI	-1338
5	VACID CELEBI	
6	ALIM CELEBI	
7	ADIL CELEBI	-1368
8	EMIR ALIM CELEBI	-1396
9	ARIF(II) CELEBI	-1422
10	CEMALEDDIN(I)CELEBI	-1461
11	HUSREV CELEBI	-1562
12	FERRUH CELEBI	-1592
13	BOSTAN(I)CELEBI	-1603
14	EBU BEKIR(I) CELEBI	-1638
15	ARIF (III) CELEBI	-1640
16	PIR-HUSEYIN CELEBI	-1661
17	ABDUL HALIM(I) CELEBI	-1679
18	BOSTAN(II) CELEBI	-1705
19	SADREDDIN CELEBI	-1712
20	ARIF(IV) CELEBI	-1746
21	EBU BEKIR(II) CELEBI	-1785
22	HACI-MEHMET CELEBI	-1815
23	SAIT HEMDEM CELEBI	-1859
24	SADREDDIN CELEBI	-1882
25	FAHREDDIN CELEBI	-1882
26	SAFFET CELEBI	-1886
27	ABDUL VAHID CELEBI	-1907
28	ABDUL HALIM(II) CELEBI	-1925
29	BAHADDIN VELED IZBUDAK	-1953
30	AMIL CELEBI	
31	BAKIR CELEBI	-1944
32	CELALEDDIN CELEBI	1926-1996
33	FARUK HEMDEM CELEBI	1950-

حضرت مولانا روم کے موجودہ سجادہ نشین "مقام چلپی"

حضرت فاروق ہمدم چلپی موجودہ **مقام چلپی** یاپوسٹ نشین کے منصب پر فائز ہیں۔آپ حضرت مولانا روم کی 22ویں پشت سے 33ویں چلپی ہیں۔اسوقت آپ اپنی فیملی کے ہمراہ استنبول میں مقیم ہیں اور اپنے والدِ ماجد ڈاکٹر جلال الدین بکر چلپی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت مولانا روم کی تعلیمات اور اُن کے افکار کو پھیلانے میں ہمہ وقت مصروف نظر آتے ہیں۔قارئین اس لحاظ سے ہم انتہائی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں بھی حضرت مولانا روم کے خاندان کے ایک اہم فرد سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔اپنے قیام استنبول کے دوران اُن سے ملاقات کا وقت طلب کیا اور جب انہیں یہ پتہ چلا کہ ہم پاکستان سے حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کی زیارت کیلئے آئے ہیں تو آپ نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود ہمیں ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ آپ انتہائی خوبصورت، خلیق اور ملنسار شخصیت ہیں۔ ہماری ملاقات مورخہ 17 جولائی 2004ء بروز ہفتہ شام 5 بجے ایک خوبصورت مسجد کے زیر سایہ واقع ان کے دفتر میں ہوئی۔آپ بڑی محبت اور پیار سے ہمیں ملے، چائے وغیرہ سے ہماری تواضع کی، اس بندۂ ناچیز نے اپنی تصانیف میں سے زیاراتِ مقدسہ، شہرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تصویری البم)، سرکار غوث اعظم اور چند دوسرے تحائف آپ کی خدمت میں پیش کیے جو آپ نے شکریہ کے ساتھ قبول فرمائے اور دیر تک اُن کو دیکھتے رہے۔اسی دوران اس بندہ نے جرأت کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! ہم پاکستان سے حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کیلئے نہایت ذوق وشوق اور محبت سے اپنی بچیوں سے چادریں بنوا کر لائے ہیں ایک تو وہ چادریں حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک پر پیش کرنا چاہتے ہیں اور دوسرے بارگاہِ پیر رومی میں ایک مختصر سی محفل نعت منعقد کرنا چاہتے ہیں اور یہ بندۂ ناچیز مثنوی خوانی کی سعادت بھی حاصل کرنا چاہتا ہے۔آپ حضرت مولانا روم کی اولاد ہیں آپ دعا اور ہماری سفارش بھی کریں اور ظاہری طور پر کوئی انتظام بھی کروادیں تاکہ ہماری یہ خواہش پوری ہو جائے کیونکہ میوزیم بن جانے کے بعد اگر چہ اب یہ باتیں ناممکن سی ہوگئی ہیں لیکن پھر بھی میں یہ بات

بخدا پورے وثوق سے لکھ رہا ہوں کہ آج بھی حضرت مولانا روم کو جس طرح منظور ہو ویسے ہی ہوتا ہے کیونکہ دراصل حکومت اور بادشاہی تو آج بھی انہی کی ہے۔ حضرت مولانا روم کا تصرف دیکھئے کہ حضرت فاروق ہمدم چلبی صاحب نے کمال محبت فرماتے ہوئے ہمیں بتائے بغیر فوری طور پر قونیہ شریف کے **سلسلہ مولویہ** کے شیخ محترم ﴿**نادر کونی بیوک**﴾ سے موبائل پر رابطہ کیا اور اُنہیں ہمارے بارے میں تفصیل سے بتایا اور کہا کہ میوزیم کے ڈائریکٹر سے مل کر ان کی جتنی بھی مدد ہو سکے ضرور کریں اور انکو رقص رومی کی محفل میں بھی ضرور شامل کروائیں اس کے بعد آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آپ فکر نہ کریں، آپ چلے جائیں انشاءاللہ آپ کی خواہش پوری ہو جائے گی۔ ہم نے سر جھکا کر آپ کا شکریہ ادا کیا اُس کے بعد آپ نمازِ عصر کی ادائیگی کیلئے مسجد تشریف لے گئے ہم بھی آپ کے پیچھے چل پڑے۔ اس بندہ نے آپ سے درخواست کی کہ حضرت ؟ آپ کے پیچھے نماز ادا کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آپ نے جماعت کروائی۔ نماز کے بعد حضرت شمس تبریزی، حضرت مولانا روم اور حضرت سید بُرھان الدین محقق ترمذی کا بڑے پُر کیف انداز میں تذکرہ ہوتا رہا۔ دل تو یہ چاہتا تھا کہ آپ کے پاس بیٹھے آپکی میٹھی وروحانی گفتگو سنتے رہیں، لیکن وقت کافی ہو چکا تھا اور آپکی مصروفیت بھی ہمارے پیش نظر تھی اس لئے بادل نخواستہ آپ سے اجازت طلب کی آپ نے فرمایا کہ قونیہ شریف پہنچنے کے بعد آپ فوری طور پر شیخ نادر صاحب سے رابطہ کریں۔ قارئین یہاں میں آپ کو بتاتا چلوں کہ حضرت فاروق ھمدم چلبی دوسری زبانوں کے علاوہ عربی اور انگریزی زبان میں بھی گفتگو فرما سکتے ہیں۔ ایک ڈائری پر آپ کے آٹوگراف لئے۔ اجازت کے بعد آپ کے ساتھ تصاویر بنوائیں، اُس کے بعد دروازے تک خود ہمیں الوداع کہنے کیلئے آئے اور نہایت گرمجوشی سے گلے مل کر ہمیں الوداع کیا۔ ہماری زندگی کے یادگار دنوں میں سے یہ بھی ایک یادگار دن تھا اور اپنی قسمت پر فخر کر رہے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت فاروق ہمدم چلبی کو سدا خوش وخرم اور شاد وآباد رکھے۔

تبرکات حضرت مولانا روم کی زیارت کے بعد جب کمرہ سے باہر آئے تو سلسلہ مولویہ کے شیخ طریقت حضرت شیخ نادر صاحب سے حضرت فاروق ہمدم چلبی کے فرمان کے مطابق موبائل پر رابطہ

کیا آپ کو ہمارے آنے کی پہلے سے خبر تھی۔ ہم سے پوچھنے لگے کہ آپ لوگ کہاں ہیں؟ میں کل سے آپ کا منتظر ہوں، ہم نے جواب دیا کہ ہم حضرت مولانا روم کی خدمتِ اقدس میں پہلا سلام پیش کرنے کے بعد اب میوزیم کے اندر صحن رومی میں کھڑے ہیں، آپ نے فرمایا کہ آپ یہیں میرا انتظار کریں میں ابھی آپ کے پاس پہنچتا ہوں چنانچہ آپ تھوڑی دیر کے بعد تشریف لے آئے، بڑے پیار ومحبت سے ملے اور ہمیں ساتھ لے کر مولانا میوزیم کے **نائب مدیر** کے دفتر میں چلے گئے، نائب مدیر سے ہمارا تعارف کروایا وہ بھی بڑے تپاک سے ملے اور چائے سے ہماری تواضع کی، پھر اس ناچیز نے اپنے مترجم محترمی **محمد یونس اذدمیر** کی وساطت سے بڑے ادب سے اپنا مدعا پیش کیا، وہ ہمارا مقصد اور خواہش سن کر حیران رہ گئے اور فرمانے لگے کہ اسطرح تو ممکن نہیں، یہ میوزیم ہے، یہاں ایسی باتوں کی اجازت نہیں، بلکہ اندر مولانا کی مسجد میں اب نماز بھی پڑھنے کی اجازت نہیں۔ آپ کی چادریں تو ہم لے نہیں سکتے لیکن محفل کے لئے یہ ہے کہ آپ مخصوص اوقات میں دھیمی آواز سے محفل منعقد کر سکتے ہیں اور ایک طرف بیٹھ کر مثنوی خوانی بھی کر سکتے ہیں۔ جواب سن کر میں بھی حیران ہو گیا اور اپنے مترجم کے واسطے سے دوبارہ مؤدبانہ عرض کیا کہ ہم تو چادریں بنوا کر لے آئے ہیں، آپ رکھ لیں لیکن محفلِ نعت منعقد کرنے کی تو اجازت دے دیں۔ قارئین! کامل بزرگوں کا یہ تصرف دیکھیں کہ جو شخص صرف چند منٹ پہلے ہماری درخواست نامنظور کر رہا تھا فوری ہماری درخواست کو منظور کرتے ہوئے کہنے لگا کہ آپ کیلئے ایسا کر سکتا ہوں کہ کل صبح میوزیم کے کھلنے سے پہلے آپ آ جائیں اور جو **ھدایا** آپ بارگاہِ رومی میں پیش کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ساتھ لے آئیں میں خصوصی طور پر میوزیم کو ایک گھنٹہ پہلے کھلوانے کا انتظام کرتا ہوں۔ آپ 8 بجے میوزیم کے دروازے پر پہنچ جائیں (میوزیم کھلنے کے اوقات صبح 9 بجے ہیں) اور اندر اکیلے بیٹھ کر محفل نعت سجا لیں اور مثنوی خوانی بھی کر لیں۔ قارئین! اسکو آپ کیا کہیں گے؟ میرے نزدیک تو یہ صاحب مزار کا اپنا تصرف ہی ہو سکتا ہے۔ نائب مدیر کی یہ بات سن کر جتنی خوشی اور مسرت ہوئی اُس کا اظہار کرنے کیلئے یقیناً میرے پاس مناسب الفاظ نہیں ہیں۔ دل ہی دل میں حضرت مولانا روم کا شکریہ ادا کیا دراصل یہ اجازت تو آپ ہی کی طرف سے تھی ورنہ ہم کہاں؟ نہ کوئی دنیاوی منصب اور نہ کوئی ایسی بات یہ تو صرف حضرت

مولانا روم کی اپنی نگاہ کرم تھی کہ ہماری بات بن گئی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

میری بات بن گئی ہے تیری بات کرتے کرتے

یا حضرت مولانا

نائب مدیر کا بھی شکریہ ادا کیا اور اُنہوں نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں میں خود دروازے پر آ کر آپ کو اندر لے جاؤں گا۔ نائب مدیر صاحب سے اجازت لی اور شیخ نادر صاحب کی قیادت میں اپنے مترجم کے ہمراہ میوزیم کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر اردگان ایرول (Dr Erdogan Erol) کے دفتر میں داخل ہو گئے۔ شیخ نادر صاحب نے ہمارا تعارف کروایا آپ بھی انتہائی محبت سے ملے اور فوراً چائے منگوائی۔ ابھی مترجم کے ذریعے ڈائریکٹر صاحب سے بات ہو رہی تھی کہ شیخ نادر صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ ڈائریکٹر صاحب بہت اچھی فارسی جانتے ہیں۔ آپ نے پی ایچ ڈی فارسی زبان میں کی ہے۔ آپ ان سے فارسی زبان میں بات کریں چنانچہ بغیر مترجم کے اُن سے فارسی زبان میں گفتگو کا آغاز ہوا۔ ڈائریکٹر صاحب سے بڑی طویل اور مفید گفتگو ہوئی اور مختلف موضوعات زیر بحث آئے۔ بندہ نے ان کو اپنی ایک تصنیف زیارات مقدسہ جو رنگین تصاویر سے مزین ہے اور چند دوسرے تحائف پیش کئے، جو انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول فرمائے۔ بندہ نے اُن سے درخواست کی کہ اگر ممکن ہو تو چبوترہ پر قبور مبارکہ کا نقشہ اور تفصیل مطلوب ہے۔ آپ نے وعدہ فرمایا کہ میں انشاء اللہ کاپی کروادوں گا آپ کسی وقت آ کر میرے دفتر سے لے لیں۔ مدیر صاحب سے اجازت لی اور باہر آ کر صحنِ رومی سے حضرت مولانا روم کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ میوزیم سے باہر آئے اور شیخ نادر صاحب کی معیت میں قریبی قبرستان میں فاتحہ خوانی کیلئے حاضر ہوئے۔

حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کے قریب ہی ایک وسیع و عریض قبرستان میں **سلسلہ مولویہ** کے کئی بزرگوں کی قبور مبارکہ ہیں اور اب بھی لوگوں کو خواہش ہوتی ہے کہ وہ جہاں کہیں فوت ہوں اُن کو حضرت مولانا روم کے قریب دفن کیا جائے۔ 32ویں چلپی ڈاکٹر جلال الدین بکر چلپی کا 13 اپریل 1996 کو استنبول میں وصال ہوا، لیکن اُن کے جسدِ خاکی کو قونیہ شریف

لا کر حضرت مولانا روم کے قریب اسی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔آپ کے مزارِ مبارک پر بھی فاتحہ پڑھی اور قبرستان سے باہر آ کر اُس علاقے کی زیارت کی جہاں کسی زمانے میں حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب کی دُکان ہوا کرتی تھی۔ اُس کے بعد شیخ نادر صاحب فرمانے لگے کہ چونکہ آپ حضرت مولانا روم کے مہمان ہیں میں آپ کو اپنی گاڑی میں قونیہ شریف کی دوسری اہم زیارات بھی کروا دیتا ہوں چنانچہ ہم ان کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو کر قونیہ شریف کی دوسری زیارات کیلئے چل پڑے۔

زیارت شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ

سب سے پہلے حضرت شیخ صدر الدین قونوی کے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔آپ کے مزارِ مبارک کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ آپ کی قبرِ انور پر چھت نہیں ڈالی جا سکتی۔ اس وقت بھی گنبد کی جگہ لکڑی کا جال نصب ہے۔ حضرت مولانا روم شیخ صدر الدین قونوی کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔آپ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور اُن کی تصانیف کے مفسر و شارح بھی تھے اپنے علمی مقام کی وجہ سے بلادِ روم و شام میں آپ مرجع خاص و عام تھے۔ شیخ صدر الدین قونوی وہ شخصیت ہیں کہ جب حضرت حسام الدین چلپی نے حضرت مولانا روم سے پوچھا کہ آپ کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا؟ تو حضرت مولانا روم نے ارشاد فرمایا کہ

خدمت شیخ صدرالدین اولیست چه تمامت اکابرِ علماء
و قضاة را طمعی بود که نماز کنند

﴿اگر چہ تمام اکابر علماء و قضات کی خواہش ہوگی کہ میری نماز جنازہ پڑھائیں لیکن میرے نزدیک اولیت شیخ صدر الدین قونوی ہی کو حاصل ہے۔﴾

حضرت شیخ صدر الدین قونوی کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے بعد حضرت مولانا روم کے لانگری **آتش بازولی** رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گئے۔آپ کی قبر مبارک ایک تہہ خانہ میں ہے اُوپر خوبصورت گنبد بنا ہوا ہے۔ سلام پیش کیا اور فاتحہ کے بعد اُس مقام پر حاضری دی جہاں حضرت مولانا روم کبھی کبھار جا کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اُس علاقے کو **میوم** کہتے ہیں۔ اس کے

بعد ایک قبرستان میں سلسلہ مولویہ کے شیخ حضرت سلیمان حیاتی اور شیخ نادر صاحب کے والد ماجد کی قبر پر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔ اُس کے بعد **طاؤس بابا** اور دُوسری زیارات پر حاضری کے بعد واپس ہوٹل پہنچ گئے ۔سب احباب نے مل کر کھانا کھایا۔ اُس کے بعد بندہ نے شیخ نادر صاحب کی خدمت میں اپنی تصنیف زیارات مقدسہ، اور دوسرے تحائف پیش کئے ۔شیخ نادر صاحب نے فرمایا کہ کل بعد از نماز عصر حضرت مولانا روم کے باغ میں رقص رومی کی تقریب منعقد ہو رہی ہے میں کوشش کروں گا کہ آپ اُس میں شامل ہوسکیں۔ ہم نے شکریے کے ساتھ اُن کو رُخصت کیا اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد حضرت شمس تبریزی کی خدمت میں حاضری کے لئے روانہ ہو گئے ۔

سُلطان الفقراء حضرت مولاناشمس الحق والدین التبریزیؒ

حضرت مولانا جلال الدین رومی کی زندگی مبارک کا دُوسرا اہم دور حضرت شمس تبریزی کی ملاقات سے شروع ہوتا ہے جو مولانا روم کی زندگی کا سب سے اہم واقعہ ہے، ایک روایت جو زیادہ مشہور ہے اس کے مطابق حضرت مولانا روم حوض کے کنارے درس و تدریس میں مصروف تھے ۔ سامنے کئی قدیم قلمی کتب رکھی ہوئی تھیں ۔ اچانک شمس تبریزی اُس طرف آنکلے اور مولانا روم سے پوچھا کہ **این چسیت؟** یہ کیا ہے؟ حضرت مولانا روم نے جواب دیا **این قال است که شما نمی دانی** کہ یہ قیل وقال ہے، تم کو اس سے کیا غرض؟ حضرت شمس نے کتابیں اُٹھا کر حوض میں پھینک دیں اب مولانا پریشان ہوئے اور کہا کہ اے فقیر تم نے یہ کیا کر دیا؟ یہ تو ایسا ذخیرہ تھا جواب کسی طور نہیں مل سکتا۔ حضرت مولانا روم کی یہ گریہ وزاری دیکھ کر حضرت شمس نے حوض میں ہاتھ ڈالا اور ایک ایک کر کے ساری کتابیں پانی سے باہر نکال دیں جب حضرت مولانا روم نے دیکھا کہ یہ کتابیں تو بالکل خشک ہیں اوران میں پانی کیا، نمی تک کا بھی کہیں نام ونشان نہیں، تو مولانا پر سخت حیرت طاری ہو گئی۔ آپ نے حضرت شمس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا **این حال است که شما نمی دانی** یہ عالم حال ہے تم کو اس سے کیا غرض؟ مولانا روم نے پوچھا کہ مجھے یہ حال کیسے حاصل ہوگا؟ اُس درویش نے کہا کہ اسے حاصل کرنے کے لیے کسی صاحب حال کا دامن پکڑنا پڑے

گا مولانا روم کی تو دنیا بدل چکی تھی۔ حضرت شمس کے قدموں میں گر پڑے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُس درویش کے ہو کر رہ گئے کہ جس کی ایک نگاہ نے **مولوی رومی** کو **حضرت مولانا روم** کے مقام پر فائز کر دیا، چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں۔

مولوی ہر گز نشد مولائے روم
تا غلام شمسِ تبریزی نشد

ایک دن حضرت مولانا روم نے ارشاد فرمایا کہ علمائے ظاہر اخبار رسول ﷺ سے واقف ہیں لیکن حضرت مولانا شمس الدین تبریزی اسرار رسول ﷺ سے واقف ہیں اور میں انوار محمد مصطفیٰ ﷺ کا مظہر ہوں۔

شمسِ تبریزی توئی واقف اسرارِ رسولؐ
نام شیریں تو ہر دلِ شدہ را درمان باد

﴿آپ شمس تبریزی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے رازوں کے محرم ہیں۔
آپ کا میٹھا نام بیمار دلوں کیلئے شفاء ہے۔﴾

حضرت مولانا روم روایت کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ مولانا شمس الدین تبریزی کو تسخیر جن و انس اور اسرار اسمائے قدسی میں کمال حاصل تھا، علم کیمیا میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا، دعوت کواکب، ریاضی، الٰہیات، حکمت، نجوم اور منطق وغیرہ میں بے مثل شخصیت تھے۔ 40 سال ان کاموں میں دن رات صرف کئے لیکن جب خاصانِ خدا کی صحبت نصیب ہوئی تو یہ سب چیزیں چھوڑ دیں اور تمام تعلقات سے مجرد ہو کر راہِ تجرید اور تفرید اختیار کر لی۔

روایت ہے کہ حضرت شیخ حسام الدین چلپی، حضرت مولانا شمس الدین تبریزی کی بڑی خدمت کیا کرتے تھے اور نہایت عاجزی سے پیش آیا کرتے تھے۔ ایک دن شمس الدین تبریزی نے فرمایا حسام الدین! ان باتوں سے کام نہیں چلتا۔ **والدین عند الدراهیم** (دین مال و زر کے قریب ہے) کچھ نقدی لاؤ اور بندگی کرو تب رسائی ہوگی اور راہِ خدا ملے گی وہ اسی وقت گھر گئے گھر میں جو کچھ بھی اثاثہ اور بیوی کا زیور تھا سب بیچ ڈالا۔ ایک باغ آپ کی ملکیت میں تھا وہ بھی فروخت کر

کے سب نقدی لا کر حضرت مولانا شمس الدین تبریزی کے قدموں میں ڈال دی۔ خود روتے تھے اور سجدۂ شکر بجالاتے تھے کہ ایسے بادشاہ نے مجھ سے کوئی تو فرمائش کی۔ مولانا شمس الدین فرمانے لگے اے حسام الدین! اب خدا کے فضل اور ہمتِ مردانِ خدا سے امید ہے کہ تو ایسے مقام پر پہنچے گا کہ اولیائے کرام کو بھی رشک ہوگا۔ مردانِ خدا کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ تو دونوں جہانوں سے پاک ہوتے ہیں لیکن اولیائے اللہ کے قدموں میں پہلا امتحان دنیا کی محبت کو ترک کرنا ہے، دوسرا امتحان **ترک ما سوی اللہ** ہے۔ کوئی مرید بغیر اطاعت وخدمت اور مال صرف کئے بغیر راہِ محبوب تک نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت مولانا شمس تبریز فرمایا کرتے تھے کہ سچا دوست وہ ہے جو خدا کی طرح پردہ دار ہو، اپنے دوستوں کی سختیاں، مکروہات اور ایذاء رسانیوں کو برداشت کرے۔ دوست کی کسی قسم کی غلطیوں اور نقصان سے ناراض نہ ہو، دیکھو! رب تعالیٰ اپنے بندوں کے طرح طرح کے گناہ اور عیب دیکھتا ہے مگر اپنی بے انداز شاہانہ رحمت وشفقت سے ان کو روزی اور رزق عطا کرتا ہے۔

حضرت سلطان ولد روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میرے والد نے مولانا شمس الدین تبریزی کی تعریف میں بہت مبالغہ کیا، ان کے مقامات، درجات اور بے شمار کرامات بیان کیں، میں خوشی کے مارے شمس الدین تبریزی کے حجرہ مبارکہ میں داخل ہوا اور جا کر ان کے قدموں میں سر رکھ دیا، آپ نے فرمایا بہاء الدین ولد یہ کیا ماجرا ہے؟ میں نے عرض کی کہ آج والد محترم نے آپ کی شان وعظمت میں بہت کچھ کہا ہے، جس پر شمس تبریزی فرمانے لگے **واللہ ثم واللہ** میں تمہارے والد کے دریائے عظمت کے ایک قطرہ کے برابر بھی نہیں ہوں، لیکن جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اس سے ہزار حصے زیادہ ہوں۔ میں نے واپس آ کر یہ جملہ والد مکرم کو سنایا جس پر آپ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنی تعریف خود بیان کر دی بلکہ وہ اس سے بھی سو حصہ زیادہ ہیں۔

ایک دن مولانا شمس الدین تبریزی نے حضرت مولانا جلال الدین رومی کے خدام کے سامنے علی الاعلان فرمایا کہ میں یہ بات اعلانیہ کہتا ہوں کہ مولانا روم کو اولیائے متقدمین پر اور اکثر متاخرین پر فضیلت حاصل ہے۔ خدا کی قسم، جناب رسالت مآب ﷺ کے بعد جس طرح حضرت

مولانا نے بیان کیا کسی اور کو نصیب نہ ہوا۔ فرمانے لگے کہ حضرت مولانا روم کا ایک پیسہ میرے نزدیک سو ہزار دینار سے بہتر ہے۔ خدا کی قسم، میں حضرت مولانا کی شناخت سے قاصر ہوں۔ اس میں نہ کوئی تکلف اور نہ کوئی جھوٹ ہے کہ میں حضرت مولانا روم کو پہچان نہ سکا۔ میں ہر روز ان کے حال اور افعال میں نئی چیزیں دیکھتا ہوں۔ اے دوستو! حضرت مولانا کی شناخت اچھی طرح کرو، وقت ہاتھ سے نکل گیا تو تمہیں افسوس ہوگا، ان کے ظاہری کلام کی خوبی پر ہی فریفتہ نہ رہو بلکہ اس کے علاوہ بھی ایک چیز ہے وہ ان سے حاصل کرو۔ تمام اولیاء اللہ کی ارواح کو یہ آرزو رہی ہے کہ وہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ہوتیں اور ان سے فیض حاصل کرتیں۔ اب وقت ضائع نہ کرو جو کوئی اخلاص میں زیادہ ہے وہی عالم حق میں زیادہ واصل ہے۔ میں مولانا کا دوست ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ مولانا ولی اللہ ہیں۔ جو شخص خدا کے ولی کا دوست ہے وہ خدا کا بھی دوست ہے۔

حضرت سلطان ولد روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میرے والد نے حضرت شمس تبریزی کی تعریف میں فرمایا کہ مولانا کی عظمت شان بیان سے باہر ہے، آپ عالی مرتبت، صاحب کرامات، قربت حق میں اکمل اور کشف القلوب میں کامل ہیں۔ حضرت مولانا روم نے اس قدر مدح بیان کی کہ سب حیران ہو گئے اور پھر یہ شعر پڑھا۔

شمس تبریزی کے گامش بر سرِ ارواح بود
پا منہ تو سر بنہ بھر جائے گاہ دامِ اُو

﴿شمس تبریزی وہ ہیں کہ جن کے قدم روحوں کے سر پر ہیں،
جس جگہ ان کا قدم لگے تو وہاں پاؤں نہیں، سر رکھا کرو﴾

حضرت مولانا جلال الدین رومی کو حضرت شمس الدین تبریزی سے اس قدر الفت و محبت تھی کہ جس زمانے میں وہ شہر قونیہ چھوڑ کر چلے گئے تھے اگر کوئی جھوٹ بھی حضرت مولانا روم سے آ کر کہہ دیتا کہ میں نے حضرت شمس تبریز کو فلاں جگہ دیکھا ہے تو آپ فوراً اپنی عبا اور دستار اس خبر دینے والے کو دے دیتے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور لوگوں میں شکرانہ بانٹتے اور خوش ہوتے۔ ایک دن

کسی شخص نے اطلاع دی کہ میں نے مولانا شمس الدین تبریزی کو دمشق میں دیکھا ہے۔ آپ نے فوراً اپنی عبا، دستار، جوتیاں، موزے غرضیکہ جو بھی لباس پہنا تھا وہ اس شخص کو دے دیا جب وہ شخص چلا گیا تو کسی صاحب نے حضرت مولانا روم سے عرض کی کہ یا حضرت یہ شخص جھوٹ کہہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا جھوٹی خبر کے عوض ہی تو میں نے اپنی سب چیزیں اس کو دیں اگر وہ سچی خبر لاتا تو میں جان بھی نذر کر دیتا اور اس پر فدا ہو جاتا۔

ایک روز حضرت مولانا شمس تبریزی نے فرمایا کہ ایک درویش کو 12 سال کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ پہلے تو مجھے ہر جمعہ کو زیارت نصیب ہوا کرتی تھی اب بارہ برس تک میں اس شرف سے محروم رہا۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تعزیت میں مشغول تھا۔ عرض کیا تعزیت کس کی تھی؟ فرمایا اس بارہ سال کے اندر صرف سات آدمیوں کا منہ قبلہ کی جانب تھا اور وہی میرے پاس آئے باقی سب کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے تھے۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے والد سے مولانا شمس الدین تبریزی فرمانے لگے کہ میں تبریز میں شیخ ابوبکر کا مرید تھا۔ سب ولایتیں ان سے حاصل کیں لیکن مجھ میں ایک ایسی چیز تھی کہ نہ وہ میرے شیخ نے دیکھی اور نہ کسی اور کو نظر آئی البتہ وہ چیز مولانا روم نے دیکھ لی ہے۔

حضرت سلطان ولد سے منقول ہے کہ میرے والد محترم جوانی میں نہایت عابد و زاہد اور پرہیزگار تھے لیکن سماع میں کبھی شرکت نہیں کرتے تھے۔ میری بڑی نانی نے میرے والد کو سماع کا شوق دلایا اس طرح میرے والد ابتداء میں سماع کے اندر صرف الفاظ کو جنبش دیتے تھے۔ لیکن حضرت مولانا شمس الدین تبریزی نے چرخ لگانا (رقص کرنا، گھومنا) بھی سکھایا۔

حضرت مولانا شمس الدین تبریزی ایک رات حضرت مولانا جلال الدین رومی کے پاس تشریف فرما تھے۔ کسی شخص نے باہر سے حضرت شمس تبریز کو اشارہ کر کے بلوایا۔ شمس الدین فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور مولانا روم سے کہا کہ مجھے باہر قتل کرنے کیلئے بلاتے ہیں، حضرت مولانا نے توقف کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم غالب ہے بہتر ہے کہ آپ چلے جائیں کہتے ہیں کہ سات حاسدوں نے

مولانا شمس الدین تبریزی کے قتل پر اتفاق کیا تھا اور اس وقت باہر گھات لگائے بیٹھے تھے جونہی شمس الدین تبریزی باہر نکلے انہوں نے چھری سے وار کیا، مولانا نے ایسا نعرہ مارا کہ وہ ساتوں قاتل بے ہوش ہوکر گر گئے، جب ان کو ہوش آیا تو تھوڑا سا خون زمین پر پڑا تھا مگر جسم مبارک موجود نہ تھا۔ اس دن کے بعد سے پھر حضرت مولانا شمس الدین تبریزی کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ یہ خبر جب حضرت مولانا روم کو ملی تو آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ ﴿اللہ تبارک وتعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے﴾ حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ ہم تو اس معاملہ میں بالکل مجبور ہیں، وہ تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے قول وقرار کرچکے تھے اور اپنے سر کو شکرانہ کے طور پر میری محبت پر تصدق کردیا تھا۔ لامحالہ تقدیر الٰہی نزول کیلئے منصوبہ بندی کرتی ہے اور جو کچھ لکھا ہوتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد بہت شوروغوغا ہوا، مولانا روم اور آپ کے اصحاب بہت روئے، سماع شروع ہوا اور آپ پر وجد طاری ہونے لگا، جو نالائق وناعاقبت اندیش اس جرم میں شریک تھے تھوڑے ہی عرصہ میں بعض تو قتل ہو گئے بعض افلاس کا شکار ہوئے ان میں سے دو آدمی چھت سے گر کر ہلاک ہوئے اور باقیوں کا باطن مسخ ہو گیا۔ حضرت مولانا روم کے بڑے صاحبزادے علاؤالدین جو ایک روایت کے مطابق اس قتل میں شریک تھے انہیں بھی تپ محرقہ ہو گیا اور ساتھ ہی کچھ ایسا مرض بھی لاحق ہوا کہ اسی زمانہ میں وہ بھی انتقال کر گئے ان کے انتقال پر حضرت مولانا روم باغ کو روانہ ہو گئے اور بیٹے کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوئے۔

منقول ہے کہ حضرت مولانا شمس الدین تبریزی کے چالیسویں (چہلم) کے بعد حضرت مولانا روم نے دُخانی رنگ کی دستار باندھنا شروع کی اور پھر کبھی سفید دستار نہیں باندھی۔

ایک دن حضرت مولانا روم نے حضرت مولانا شمس الدین تبریزی کے حجرے کی چوکھٹ پر سر رکھا اور سرخ روشنائی سے یہ عبارت لکھی "**مقام معشوق خضر** ؑ"

سلطان العارفین حضرت عارف چلپی بن سلطان ولد اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ خاتون سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دوسری روایت کے مطابق مولانا شمس الدین تبریزی کو کم بختوں نے شہید کر کے کسی نامعلوم مقام پر دفنا دیا تھا۔ ایک شب حضرت سلطان ولد نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے

فرمایا کہ میں فلاں جگہ سو رہا ہوں۔ سلطان ولد چند آدمیوں کو لے کر رات کے وقت اس مقام پر گئے اور اس مقام سے آپ کے جسدِ اطہر کو نکال کر خوشبو وغیرہ لگا کر بانی مدرسہ امیر بدرالدین کے پہلو میں دفن کر دیا۔ یہ مقام حضرت مولانا روم کے مزار مبارک سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ساتھ ہی مسجد شمس تبریزی ہے اور مسجد کے ایک کونے میں آپ کا مزار پُر جلال نظر آتا ہے۔ آپ کی خدمتِ اقدس میں دست بستہ سلام پیش کیا اسی اثناء میں مغرب کی اذان ہوئی۔ نماز مغرب باجماعت ادا کر کے امام صاحب سے ملاقات کی اور اُن سے درخواست کی کہ ہم پاکستان سے حضرت شمس تبریزی کے مزار مبارک کے لئے ایک چادر بنوا کر لائے ہیں اور وہ چادر اب پیش کرنا چاہتے ہیں پہلے تو امام صاحب نے فوری انکار کر دیا کہ ایسا ممکن نہیں کیونکہ مجھے اوپر سے اجازت لینے کی ضرورت ہے پھر جب میں نے امام صاحب کو بتایا کہ استنبول میں حضرت ابوایوب انصاری کے مزار مبارک پر بھی ہم نے چادر کا تحفہ پیش کیا ہے آپ ہمیں اجازت دے دیں۔ اب حضرت شمس تبریزی کا تصرف خاص دیکھیں کہ اگلے ہی لمحہ امام صاحب نے ہمیں آپ کے مزار مبارک پر چادر پیش کرنے کی اجازت دے دی، سو ہم نے امام صاحب کی معیت میں آپ کے مزار مبارک پر چادر پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اُس کے بعد مختصر محفل منعقد کر کے دُعا کی، تصاویر بنائیں اور حضرت شمس تبریزی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کو باادب الوداعی سلام پیش کیا اور امام صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مسجد سے رخصت ہوئے۔ قارئین کرام! جہاں حضرت مولانا روم کے مزار مبارک پر جمال ہی جمال نظر آتا ہے تو وہاں حضرت شمس تبریزی کے مزار مبارک پر جلال ہی جلال کا ظہور ہے۔ حضرت مولانا روم اور حضرت شمس تبریزی کے صحبتوں اور روحانی محافل کا ذکر کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں عشاء کی نماز کا وقت ہو گیا۔ مسجد سلیمیہ میں نماز عشاء ادا کی، حسب معمول امام صاحب سے ملنے کے بعد ہوٹل آ گئے اور صبح حضرت مولانا روم کے مزار مبارک پر حاضری کا پروگرام طے کر کے سو گئے۔

بارگاہ پیر رومی میں خصوصی حاضری کا شرف

قارئین! جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ہمیں خصوصی طور پر نائب مدیر نے حضرت مولانا رومی مزار مبارک پر حاضری کیلئے بلوایا تھا۔ سو بروز منگل 20 جولائی 2004 (2 جمادی الثانی 1425 ہجری) کی صبح ہم تیار ہو کر حضرت مولانا روم کے میوزیم کے باہر پہنچ گئے، وہیں سے سلام پیش کیا۔ 8 بج کر کچھ منٹ پر نائب مدیر صاحب تشریف لے آئے اور ہمیں خصوصی طور پر اپنے ساتھ اندر لے گئے، فوری طور پر ایک شخص کو بلوا کر مرکزی دروازہ کھلوایا اور ہمیں ساتھ لے کر اندر چلے گئے۔ تمام فانوسوں اور قمقموں کو روشن کیا جس سے مزار مبارک جگمگ جگمگ چمکنے لگا۔ ہم اپنی قسمت پہ ناز کر رہے تھے کہ ہم تو کسی قابل نہیں لیکن حضرت مولانا روم کس طرح ہماری میزبانی فرما رہے ہیں۔ حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کے لیے دو چادریں تھیں۔ جو ہم نے نائب مدیر کو پیش کیں کہ بے شک ان کو صرف چند منٹ کے لیے حضرت مولانا روم کے مزار پر پیش کر کے اُتار لیں۔ اسوقت کی کیفیات بیان سے باہر ہیں۔ حضرت مولانا روم کا مزار مبارک، ہم اور نائب مدیر، دو چادریں حضرت مولانا روم کی خدمت میں پیش کیں۔ ایک چادر شیخ صلاح الدین زرکوب کے مزار مبارک پر پیش کی، ایک چادر حضرت مولانا روم کے محبوب خلیفہ و سجادہ نشین اول شیخ حسام الدین چلپی کی خدمت میں پیش کی اور ایک چادر حضرت مولانا روم کے محبوب پوتے (تیسرے سجادہ نشین) شیخ اولو عارف چلپی کی خدمت میں پیش کی۔ جن کے بارے میں صاحب مناقب العارفین نے لکھا ہے کہ جس وقت آپ کا انتقال ہوا اور جب آپ کو تابوت میں رکھا گیا تو تابوت چھوٹا ہونے کی وجہ سے آپ کے دونوں پاؤں مبارک تابوت سے باہر تھے۔ حاضرین و شاہدین نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے کہ اچانک قدرت خداوندی سے آپ نے اپنے دونوں پاؤں مبارک اندر کی طرف کھینچ لئے اور یوں تابوت پورا ہو گیا۔ اس کے بعد نائب مدیر صاحب نے ہمیں کہا کہ اب میں بھی باہر جا رہا ہوں آپ محفل نعت و محفل مثنوی خوانی برپا کریں اور ٹھیک نو بجے جب میوزیم زائرین کیلئے کھل جائے گا تو اپنی محفل ختم کر دیں۔ سوائے شکریے کے الفاظ کے ہم اُن کو کیا کہہ سکتے تھے اور حضرت مولانا روم کی اس توجہ خاص پر ہم ان کیلئے

سراپا سپاس بھی تھے، اس کے بعد ہم نے محفل نعت شروع کی۔ ابتداء حضرت شیخ سعدی کی مشہور زمانہ نعتیہ رباعی **بلغ العلیٰ بکمالہ** سے کی۔ پھر قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار، حضرت شمس تبریزی کی نعت ''یارسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی'' حضور غوث پاک کی منقبت ''تیری ذات ہے بے شک لاثانی یا غوث الاعظم جیلانی'' حضرت مولانا عبدالرحمن جامی کے حضرت مولانا روم کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت کے چند اشعار پیش کیے۔ پھر اُس کے بعد مثنوی خوانی کے لیے جو اشعار منتخب کیے تھے وہ بآواز بلند بارگاہ رومی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور بعد ازاں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھا اور سلام کے بعد چند اشعار حضرت مولانا روم کی خدمت میں بھی پیش کیے۔ تین اشعار درج ذیل ہیں۔

السلام اے حضرت والائے روم　　السلام اے ھادی و مولائے روم

السلام اے واقف سرِ نہان　　السلام اے رازدانِ کُن فکان

کن طفیلِ شہ شمس امدادِ من　　بشنو از لطف و کرم فریاد من

پھر بیٹھ کر مسنون ختم شریف پڑھا، دُعا کی، اپنی حاضری اور دوست احباب کی اس مقام مقدس پر حاضری کیلئے درخواست کی اور جب گھڑی دیکھی تو نو بجنے میں 5 منٹ باقی تھے۔ اسی اثناء میں نائب مدیر صاحب تشریف لے آئے، تمام مزارات سے چادریں اُٹھالیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہماری بچیوں کے ہاتھوں سے بنی ہوئی چادریں ان مقامات مبارکہ پر 35 منٹ سے زائد وقت کیلئے پڑی رہیں۔ الحمد للہ اولہ وآخرہ۔ ٹھیک 5 منٹ بعد میوزیم کے تمام دروازے کھل گئے اور ایک ہجوم اندر داخل ہو گیا۔ ہم پیچھے ہٹ گئے تاکہ دوسرے لوگوں کو حاضری کا موقع ملے۔ الحمد للہ ان تمام مناظر کو کیمرے کی آنکھ سے بھی محفوظ کرنے کی کوشش کی جو حصۂ تصاویر میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔ تبرکات مبارکہ والے ہال میں داخل ہوئے، زیارت کی۔ پھر حضرت رومی کی خدمت میں سلام اور شکریہ پیش کرتے ہوئے باہر آگئے۔ نائب مدیر صاحب کے دفتر میں جا کر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کا شکریہ ادا کیا اور باہر آکر بقیہ مقامات کے زیارات کیلئے روانہ ہو گئے۔

سلجوقی بادشاہوں کی قبور

سب سے پہلے مسجد علاء الدین کی زیارت کی، اس مسجد کا قونیہ شریف کی قدیم مساجد میں شمار ہوتا ہے۔ اسکی اولین تعمیر سلطان علاء الدین کیقباد نے کروائی، یہ مسجد پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ اس کے تھوڑے فاصلہ پر **قلیچ ارسلان** کی مسجد دیکھی جواب ویران اور متروک ہو چکی ہے۔ اس مسجد کے ساتھ ہی ایک قدیم عمارت میں 8 سلجوقی بادشاہوں کی قبور ہیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ سلطان علاء الدین کیقباد اول — 2۔ سلطان رکن الدین مسعود اول

3۔ سلطان غیاث الدین کیخسرو اول — 4۔ سلطان غیاث الدین کیخسرو دوم

5۔ سلطان غیاث الدین کیخسرو سوم — 6۔ سلطان رکن الدین چہارم

7- سلطان قلیچ ارسلان دوم — 8- سلطان رکن الدین سلیمان دوم

ان سب بادشاہوں کے لیے دُعائے مغفرت کی، واپس آکر کمرہ میں ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کیں اور ہوٹل کے لاؤنج میں شیخ نادر صاحب کا انتظار کرنے لگے کیونکہ اُن کے ساتھ آج محفل رقصِ رومی میں شرکت کے لئے جانا ہے۔

مولانا روم کے باغ میں محفل رقص رومی

شیخ نادر صاحب ٹھیک سات بجے تشریف لے آئے اور ہم اُن کے ساتھ باغ مذکورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ داخلے کے لیے ٹکٹ تھا لیکن ہم شیخ نادر صاحب کی وجہ سے بطور مہمان بغیر ٹکٹ کے اندر داخل ہو گئے، شیخ نادر صاحب خود سلسلہ مولویہ کے اہم شیخ ہیں، جس کی وجہ سے اُن کا حلقہ احباب بھی کافی وسیع ہے آپ نے مختلف شخصیات سے ہمارا تعارف کروایا ان میں رقص مولوی کرنے والے درویش اور آلات موسیقی بجانے والے سازندے بھی شامل تھے، ان سے ملاقات کے بعد مخصوص جگہ پر جا بیٹھے، شام کا سہانا وقت، ٹھنڈی ٹھنڈی قونیہ شریف کی ہوا اور جن کی طرف یہ رقص منسوب ہے اُن کے باغ اور روضے کے سامنے بیٹھے سماع سننے اور دیکھنے کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ 40 منٹ تک یہ محفل حضرت مولانا روم کے قدموں میں بجی رہی۔ پھر ایک خوبصورت نوجوان

نے انتہائی خوبصورت اور شیریں آواز میں سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کی، بعد میں سلسلہ مولویہ کے شیخ نے دُعا کروائی۔ محفل کے اختتام پر ان درویشوں اور شیخ صاحب سے بھی ملے ایک مولوی درویش نے ہمیں پوستین کی جائے نماز پیش کی اور کہا کہ یہ انتہائی بابرکت جائے نماز ہے اس پر بڑے بڑے مولوی شیوخ نے بیٹھ کر دُعائیں کروائی ہیں اور یہ آپ کے لیے ہدیہ ہے، جسے ہم نے حضرت مولانا روم کی طرف سے ہدیہ سمجھ کر قبول کیا، اُن کا شکریہ ادا کیا اور نماز مغرب کی ادائیگی کے لیے سلیمیہ مسجد چلے گئے۔ نماز عشاء حضرت شمس تبریزی کی مسجد میں ادا کی، رات کا کھانا باہر ایک ہوٹل میں کھایا اور دوسرے دن کا پروگرام طے کیا، کہ کل کرامان شہر میں حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ حضرت مؤمنہ خاتون کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کریں گے۔

حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک

تاریخی شہر لارندہ جس کو اب کرامان کہا جاتا ہے، قونیہ شریف سے تقریباً 115 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کے حضور سلام پیش کرنے کے لئے بروز بدھ مورخہ 21 جولائی 2004ء ناشتہ کے بعد سب سے پہلے حضرت مولانا روم کی خدمت میں سلام پیش کیا اور پھر ایک مقامی بس میں سوار ہو کر قونیہ شریف کے بس اڈے پر کرامان جانے کے لئے پہنچ گئے، قونیہ شریف کا یہ بس اسٹینڈ تمام جدید سہولیات سے آراستہ اور قابل دید ہے۔ بس اڈے کی بجائے ائرپورٹ کا گمان ہوتا ہے مختلف کمپنیوں کے دفاتر بھی اندر بنے ہوئے ہیں۔ 10 بجے والی بس کا ٹکٹ ملا اور بس مقررہ وقت پر کرامان کے لیے روانہ ہوگئی۔ پورے راستہ گاڑی میں تمام مسافروں کی چائے، پانی، کافی سے تواضع کی جاتی رہی۔ بس میں ایک فیملی سے ملاقات ہوئی جو ہالینڈ میں مقیم تھی اور چوتھی بار حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے آئے تھے اور اب آپکی والدہ ماجدہ کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے کرامان جارہے تھے۔ اُس فیملی کے سربراہ نے مجھے بتایا کہ حضرت مولانا روم کا بہت اعلیٰ وارفع مقام ہے، ہم ایک مرتبہ مدینہ شریف حاضری دیتے ہیں اور ایک مرتبہ قونیہ شریف زیارات کے لیے آتے ہیں۔ مغرب کی رنگینیوں میں رہنے والی فیملی کی یہ باتیں سن کر ہم حیران رہ گئے کہ اللہ کے بندوں سے پیار و محبت کرنے والے کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی 1222ء میں اپنے خاندان کے ہمراہ کرامان تشریف لائے اور 7 سال یہاں قیام فرمایا۔ اس وقت حضرت مولانا روم کی عمر مبارک 18 سال ہو چکی تھی، حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کا انتقال کرامان میں ہوا اور آپ کو اسی تاریخی شہر میں سپرد خاک کیا گیا۔

تقریباً پونے دو گھنٹے میں ہم کرامان کے بس اڈے پر پہنچ گئے، یہاں سے ایک منی بس پر سوار ہو کر مرکز شہر کی طرف روانہ ہوئے جو قریب ہی واقع تھا۔ اُس شہر کی ایک قدیم و تاریخی مسجد کے اندر حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک ہے جو لکڑی کے ایک کٹہرے میں واقع ہے۔ آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا ختم شریف پڑھا اور دعا کے بعد ایک چادر آپ کے مزار مبارک پر پیش کی۔ آپ کے مزار کے قریب کئی اور قبور بھی ہیں، جن میں سرفہرست حضرت مولانا روم کے برادر محترم کی قبر مبارک ہے۔ ان سب پر فاتحہ خوانی کی۔ اسی اثناء میں ظہر کی اذان ہوگئی۔ جماعت کے ساتھ نماز ادا کی حسب معمول امام صاحب سے ملے اور ایک بار پھر حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں اس سفر کا الوداعی سلام کرنے کے بعد مسجد سے باہر آگئے۔ یہاں پر اور بھی کئی قدیم تاریخی مساجد موجود ہیں جن میں سب سے اہم مسجد یونس عمری ہے، جس کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، ایک مقام پر دوپہر کا کھانا کھایا اور بس میں سوار ہو کر واپس قونیہ شریف کیلئے روانہ ہو گئے۔ نماز مغرب مسجد شمس تبریزی میں ادا کی۔ آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا ختم شریف پڑھنے اور دعا کے بعد باہر آ کر ایک ہوٹل میں رات کا کھانا کھایا اور نماز عشاء مسجد سلیمیہ میں ادا کرنے کے بعد صبح کا پروگرام طے کر کے کمرے میں آ کر سو گئے۔

مورخہ 22 جولائی بروز جمعرات نماز فجر کی ادائیگی اور ناشتہ کے بعد تیار ہو کر حضرت مولانا روم کو ہدیہ سلام پیش کرنے کے لیے میوزیم کے دروازے پر پہنچ گئے۔ ٹھیک نو بجے میوزیم کے دروازے کھلے تو سامنے نائب مدیر میوزیم کھڑے تھے، جنہوں نے ہمیں فوری پہچان لیا اور بغیر ٹکٹ خریدے ہمیں اندر آنے کی دعوت دی، بارگاہ حضرت پیر رومی میں حاضر ہوئے سلام پیش کیا، سامنے کمرہ تبرکات میں بیٹھ کر محفل ذکر و نعت و مثنوی خوانی منعقد کی۔ ختم شریف کے بعد دُعا مانگی اور مولانا روم کی خدمت میں ایک بار پھر سلام پیش کیا۔ آپ کے مزار مبارک کے سامنے ایک خوبصورت قدیم

میں حضرت سلطان ولد کا شعر لکھا ہوا نظر آیا ۔

یک طواف مرقد سلطان مولانائے ما
ہفت ہزار و ہفت صد ہفتاد حج اکبر است

﴿یعنی حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کی ایک بار زیارت سات ہزار سات سو ستر حج اکبر کے برابر ہے﴾

قارئین اس میں کوئی حیرانی والی بات بالکل نہیں ، اگر اپنے والدین کی زیارت کرنا مقبول حج کے برابر ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر اولاد اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کو ہر نگاہ کے بدلے مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے بیت اللہ شریف کا حج تو سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے جب کہ والدین کی زیارت کرنے سے روزانہ کئی حجوں کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ یہ تو والدین کا ذکر ہے پھر کامل اولیاء اللہ کے کیا کہنے اور بالخصوص حضرت مولانا روم کے اعلیٰ مقام کا کیا کہنا ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک بار کعبہ کو اپنا گھر کہا اور مجھے ستر بار اپنا بندہ کہہ چکا ہے ۔ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں کہ میں سات سال کی عمر میں روزانہ نماز فجر میں سورۃ الکوثر کی تلاوت کر کے خوب گریہ وزاری کرتا اچانک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر اپنی تجلی فرمائی جس سے میں بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو ہاتف غیبی سے آواز سنی کہ

ای جلال الدین بحق جلال ما که بعد ازین مجاهده
مکش که ما ترا محل مشاهده کردیم

﴿یعنی ، اے جلال الدین ! ہمارے جلال کا واسطہ ، اب تو اس قسم کا مجاہدہ و ریاضت مت کر ، ہم نے تجھے تو مقام مشاہدہ میں رکھا ہوا ہے ۔﴾

شعر مذکورہ پڑھنے کے بعد ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوئی ، میرا خیال تھا کہ یہ شعر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کا ہے لیکن یہاں پہنچ کر اور مذکورہ شعر لکھا دیکھ کر معلوم ہوا کہ یہ شعر حضرت مولانا روم کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد کا ہے ۔ جن کو حضرت مولانا روم نے یہ خطاب مستطاب عطا فرمایا تھا ۔

اَنْتَ اَشْبَہُ النَّاسِ بِیْ خَلْقًا وَّ خُلُقًا

﴿یعنی خُلق وخِلقت میں تم تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے مشابہت رکھتے ہو﴾

حضرت علامہ اقبال کی علامتی قبر

سلام کے بعد صحن رومی میں آ گئے اور حضرت مولانا روم کے باغ کی طرف چل پڑے، تاکہ حضرت مولانا روم کے مرید ہندی، شاعر مشرق، مفکر پاکستان، حضرت علامہ محمد اقبال لاہوری کی علامتی قبر کی زیارت کریں۔ یقیناً مریدِ ہندی کی روح پیر رومی کے قدموں میں ہوگی۔ لیکن ظاہری طور پر بھی حضرت مولانا روم کے باغ میں انکی ایک علامتی قبر بنادی گئی ہے سرہانے کی طرف سنگ مرمر کی ایک تختی پر یہ عبارت کندہ ہوئی ہے۔

MAKAM VERILDI 1965

MUHAMMED IKBAL

1973-1938

مریدِ ہندی نے اسی لیے ارشاد فرمایا تھا۔

پیرِ رومی خاک را اکسیر کرد

از غبارم جلوہ ھا تعمیر کرد

حضرت علامہ اقبال کی علامتی قبر کی زیارت کے بعد میوزیم سے باہر آ گئے کھانا کھایا پھر نماز ظہر اور نماز عصر کی ادائیگی کے بعد ہوٹل کی لابی میں حضرت شیخ نادر صاحب ملاقات کے لیے تشریف لائے، مختلف موضوعات پر بات چیت ہوتی رہی اور کافی دیر تک حضرت مولانا روم کا ذکرِ خیر ہوتا رہا شیخ صاحب نے اپنی چند تصاویر ہمیں عطا کیں اور دو پیکٹ مٹھائیوں کے ہمارے حوالے کیے کہ یہ حضرت مولانا روم کی طرف سے آپ کے لیے ہیں۔ آپ انہیں ساتھ پاکستان لے جائیں اور دوست احباب میں تقسیم کریں، ایک اجنبی جس سے نہ کوئی تعلق سابقہ نہ کوئی واسطہ، اُن کی اس عظیم میزبانی پر حیران تھا، بالآخر ان ساری باتوں کا نتیجہ یہی نکلا کہ یہ سب تصرف ہے حضرت مولانا جلال

الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا، شیخ نادر صاحب کا شکریہ ادا کیا، اور اُن سے دعا کروائی اور اُن کو الوداع کہنے کے بعد مغرب کی نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد حضرت شمس تبریزی چلے گئے۔ دعا اور اس سفر کا الوداعی سلام کرنے کے بعد باہر آ گئے، ایک ہوٹل میں رات کا کھانا کھایا اور عشاء کی نماز **مسجد قاپو** میں ادا کی، نماز کے بعد امام صاحب سے ملے اور واپس ہوٹل آ کر صبح کا پروگرام طے کر کے سو گئے۔

آج جمعۃ المبارک 23 جولائی 2004ء قونیہ شریف سے بعد از نماز جمعہ شہر قیصری کی طرف روانگی ہے، صبح سے ہی ایک عجیب کیفیت تھی۔ پانچ دن حضرت مولانا روم کے قُرب میں گزارے لیکن ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ایک طویل عرصہ سے یہیں مقیم ہیں۔ کسی اجنبیت کا ذرا بھی احساس نہ تھا۔ نماز جمعہ کی تیاری کر کے میوزیم پہنچے۔ آج معمول سے زیادہ رش تھا۔ اندر حاضر ہوئے فاتحہ پڑھی اور اس بار کا الوداعی سلام پیش کر کے دُعا کی اور حضرت مولانا روم کی چوکھٹ کو بوسہ دیتے ہوئے باہر آ گئے، نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد سلیمیہ کا رخ کیا، یہ مسجد حضرت مولانا روم کے میوزیم کے بالکل قریب ہے نہایت خوبصورت مسجد ہے اسکی تعمیر سلطان سلیم نے کروائی تھی۔ اس مسجد میں جمعہ والے دن انتہائی زیادہ رش ہوتا ہے۔ مسجد میں بیٹھے ہوئے یہ خیال آیا کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ گزشتہ نماز جمعہ حضرت ابوایوب انصاری کے مزار مبارک کے قریب ادا کیا اور آج کا نماز جمعہ حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کے قریب ادا کر رہے ہیں۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ہوٹل آ کر سامان اُٹھایا اور بس اڈہ کی طرف یہ دعا کرتے ہوئے روانہ ہو گئے کہ یارب العالمین ایک بار پھر ایسے غیبی انتظامات فرما دینا کہ سہ بارہ حضرت مولانا روم کی خدمت میں حاضری ہو جائے بس اڈہ پہنچ کر ٹکٹ لئے، بس مقررہ وقت پر روانہ ہو گئی۔ قیصری ترکی کا قدیم تاریخی اور خوبصورت شہر ہے۔ یہاں پر حضرت مولانا جلال الدین رومی کے اُستاد و شیخ اوّل حضرت سید برھان الدین محقق ترمذی کا مزار مبارک واقع ہے۔ قیصری قونیہ شریف سے 320 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

سید برھان الدین محقق ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید برھان الدین محقق ترمذی کا شمار حضرت مولانا روم کے والد ماجد کے اہم مریدوں اور نامور علماء میں ہوتا ہے۔ حضرت مولانا روم کے والد ماجد نے جب وفات پائی تو اس وقت سید برھان الدین اپنے وطن ترمذ میں تھے۔فوری قونیہ روانہ ہوئے حضرت مولانا روم نے اکثر ظاہری علوم انہی سے حاصل کئے تھے۔اس ملاقات کے بعد سید صاحب نے مولانا کا امتحان لیا اور جب تمام علوم میں کامل پایا تو فرمایا کہ اب وقت آگیا ہے۔ کہ میں تمھارے والد محترم کی باطنی امانت تمھیں لوٹا دوں۔ اس کے بعد سید برھان الدین نے آپکو بیعت کیا اور تقریباً نو سال تک طریقت و سلوک کی تعلیم دیتے رہے۔ بعض کا خیال ہے کہ بلخ میں ہی آپ کے والد ماجد نے آپ کو سید صاحب کا مرید کروا دیا تھا۔ سید برھان الدین کی خصوصی توجہ نے حضرت مولانا روم کو درجہ کمال تک پہنچا دیا حضرت مولانا جب کسی علمی تقریب میں اسرار و رموز بیان فرماتے تو لوگ پتھر کی طرح ساکت ہو جاتے۔

روایت ہے کہ سیدنا برھان الدین محقق ترمذی حضرت مولانا جلال الدین رومی کے والدِ بزرگوار کے مرید ہونے کے بعد ویرانوں اور جنگلوں میں نکل جاتے اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ ریاضت کی یہ کیفیت تھی کہ سر و پا برہنہ 12 سال تک متواتر پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتے رہے۔ایک تھیلے میں ''جو'' رکھا کرتے دسویں دن ''جو'' کے تین دانے کھا لیتے۔ بھوک کو ضبط کرتے کرتے آپ کے سارے دانت گر گئے تھے۔ ایک روز غیب سے آواز آئی اب ریاضت نہ کرو اور اتنی زیادہ تکلیف نہ اٹھاؤ۔ سید صاحب نے عرض کیا کہ جب تک مشاہدۂ جمال نہ ہو گا اپنا مجاہدہ نہ چھوڑوں گا۔ حالت یہ ہو چکی تھی کہ جو کچھ بارگاہِ رب العالمین میں عرض کرتے وہ فوراً پوری ہو جاتی۔

حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی کے خاص الخواص مریدین سے روایت ہے کہ جب آپ کی ظاہری عمر ختم ہونے کو آئی اور انتقال کا وقت قریب ہوا تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ پانی گرم کر کے لاؤ پھر اس کو حجرہ میں رکھوا کر دروازہ بند کر دیا اور فرمایا شہر میں اطلاع کر دو کہ سید

غریب کا انتقال ہو گیا ہے، خادم کہتا ہے کہ میں نے دروازے سے جھانکا سب سے پہلے آپ نے وضو کیا اس کے بعد غسل فرمایا کپڑے بدلے اور ایک کونے میں لیٹ گئے اور با آواز بلند فرمایا ''آسمان اور اہل آسمان پاک ہیں، پاکوں کی روحیں حاضر ہیں، اے حاضر وقت! جو امانت مجھے ملی تھی وہ مجھ سے لے لے، انشاء اللہ تعالیٰ مجھے صابرین میں سے پاؤ گے''۔ یہ فرمایا اور اپنی جان جاناں کے سپرد کر دی۔ خادم رونے لگا، کپڑے پھاڑ ڈالے، وزیر وقت شمس الدین کو اطلاع ہوئی۔ سب چھوٹے بڑے روتے ہوئے حاضر ہوئے اور آپ کو اسی جگہ دفن کر دیا۔ دفن کے بعد بے شمار تعداد میں قرآن پاک پڑھوائے گئے، غرباء اور مساکین کو خیرات تقسیم کی گئی اور مزار پر گنبد بنوایا مگر چند روز بعد وہ گر گیا۔ پھر ایک محراب بنوائی گئی وہ بھی گر گئی۔ ایک شب وزیر شمس الدین کو خواب میں ارشاد ہوا کہ ہمارے مزار پر عمارت نہ بناؤ۔

چہلم کے بعد ان تمام واقعات کی اطلاع حضرت مولانا جلال الدین رومی کو دی گئی۔ مولانا روم اپنے خدام کے ہمراہ قیصری تشریف لائے۔ از سر نو عرس کا اہتمام کیا گیا، سید صاحب کا سامان اور کتابیں وزیر شمس الدین نے حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کیں۔ مولانا نے چند چیزیں بطور تبرک وزیر شمس الدین کے حوالے کیں اور باقی تمام سامان قونیہ اپنے ہمراہ لے آئے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی کے پوتے اور تیسرے سجادہ نشین حضرت شیخ عارف چلپی بیان فرماتے ہیں کہ سید صاحب کی ریاضت و عبادت کی یہ حالت تھی کہ 10-10 دن یا 15 دن کے بعد روزہ افطار کرتے۔ جب نفس انتہائی مجبور کرتا تو آپ کسی دکان پر تشریف لے جاتے اور دکاندار جو پانی کتوں کے واسطے کسی برتن میں ڈال کر رکھا کرتے۔ اس پانی کو دیکھ کر اپنے نفس سے مخاطب ہوتے اور فرماتے کہ میری پہنچ تو صرف یہاں تک ہے اگر تیرا ارادہ ہے تو یہ پانی پی لے ورنہ دوبارہ مجھے تکلیف نہ دینا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ سید صاحب ابتدائے جوانی میں میرے جد امجد حضرت مولانا بہاء الدین کی خدمت میں صرف 40 دن ہی ٹھہرے تھے اور انہی 40 دنوں میں آپ کو کشف و ولایت و سلوک کی تمام منازل طے کروا دیں تھیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی، حضرت سید برحان الدین محقق ترمذی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ سید صاحب کا یہ مقام ہے کہ ایک مرتبہ آپ ہمارے حجرہ میں موجود تھے اور ایک رات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے 80 (اسی) مرتبہ سید صاحب پر تجلی فرمائی۔ اسی وجہ سے آج بھی سید صاحب کے مزار مبارک سے انوار وتجلیات کا ظہور ہو رہا ہے۔ انہی عظیم شخصیت کی بارگاہ میں حاضری کے لئے ہم بھی روانہ ہوئے تھے۔ 4 بجے بس قونیہ شریف سے روانہ ہوئی اور ٹھیک رات 9 بجے قیصری شہر پہنچ گئی۔ ایک منی بس میں مرکز شہر جانے کے لئے سوار ہوئے اور ڈرائیور کو بتا دیا کہ ہمیں سید صاحب کے مزار مبارک کے قریب ہی اتار دے، آپ کا مزار مبارک ایک قبرستان کے اندر واقع ہے۔ رات کافی ہو چکی تھی اور خیال تھا کہ اب آپ کا مزار مبارک بند ہو چکا ہوگا لیکن ہماری قسمت کہ جب ہم قبرستان سے گزر کر آپ کے مزار مبارک تک پہنچے تو آپ کے خوبصورت اور پرکیف مزار مبارک کو کھلا پایا اور جن شخصیات پر رب تعالیٰ ان کی زندگی میں اُن پر تجلیات نازل فرماتے رہے ان کی قبور سے نور کی شعاعیں اور اب تک انوار وتجلیات کا ظہور ہو رہا ہے۔ ان تمام باتوں کا تعلق محسوس کرنے سے ہے، نہ کہ تقریر وتحریر سے۔ کافی طویل سفر کے بعد پہنچے تھے، تازہ وضو کرنے کی حاجت تھی، وضو کیا اور آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہو گئے یقین مانیں کہ آپ کے مزار مبارک کی زیارت سے ہی طویل سفر کی ساری تھکاوٹ یک دم دور ہو گئی اور دل ودماغ کو ایک سکون حاصل ہو گیا۔ منتظم مزار سے پوچھ کر رسم چادر پوشی ادا کی محفل نعت منعقد کی اور آپ کے مزار مبارک کے قریب دوسری قبور پر بھی فاتحہ خوانی کی، منتظم نے ہمیں بتایا اس مزار مبارک کے اردگرد قبرستان کے چاروں اطراف اولیاء اللہ کی قبور مبارکہ ہیں۔ پھر بیٹھ کر اجتماعی دعا کی گئی اور منتظم سے بھی دعا کروائی۔ پھر سیدنا برحان الدین محقق ترمذی اور حضرت مولانا روم کی کرامات کا ذکر ہوتا رہا۔ منتظم مزار ہمارے مترجم محمد یونس کو بتا رہے تھے کہ آج آپ لوگوں کا اس وقت اس مزار مبارک پر حاضری دینا بھی حضرت مولانا روم کی کرامت ہی ہے کیونکہ روزانہ یہ مزار مبارک 8 بجے تک بند کر دیا جاتا ہے۔ آپ لوگوں نے آنا تھا اور مجھے کسی غیبی طاقت نے اس وقت تک کیلئے روکا ہوا تھا۔ قارئین ہم تقریباً دس بجے کے بعد ہی مزار مبارک پر پہنچے تھے۔ منتظم مزار مبارک کہنے لگے۔ **کرامات الاولیاء حق و انکار ھا کفر** ﴿کرامات اولیاء حق ہیں اور ان کا انکار کفر ہے﴾ کافی دیر تک حضرت سیدنا برحان محقق ترمذی کے مزار مبارک کے سایہ میں بیٹھے رہے قضاء نمازیں ادا کیں اور عشاء کی نماز منتظم صاحب کی معیت میں ادا کرنے اور ان کا انتہائی شکریہ ادا کرنے کے بعد ان سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے حضرت

برحان الدین محقق ترمذی کے بارے میں ایک کتاب ہمیں عنایت فرمائی۔ اندرونی وبیرونی مناظر اور مزار مبارک سیدنا برحان الدین محقق ترمذی کی مختلف جوانب سے تصاویر بنائیں۔ حضرت سیدنا برحان الدین محقق ترمذی کی خدمت میں الوداعی سلام کرکے باہر آئے اور ایک بس میں سوار ہو کر قیصری بس اسٹینڈ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ وہاں سے دوسری بس میں سوار ہو کر استنبول کیلئے روانہ ہوں۔

مزارِ پُرانوار مرشدِ اول حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ
حضرت سید برحان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ
قیصری۔ترکی

چبوترہ مزارِ مبارک حضرت مولانا رُوم رضی اللہ عنہ پر دوسری قبور کا نقشہ
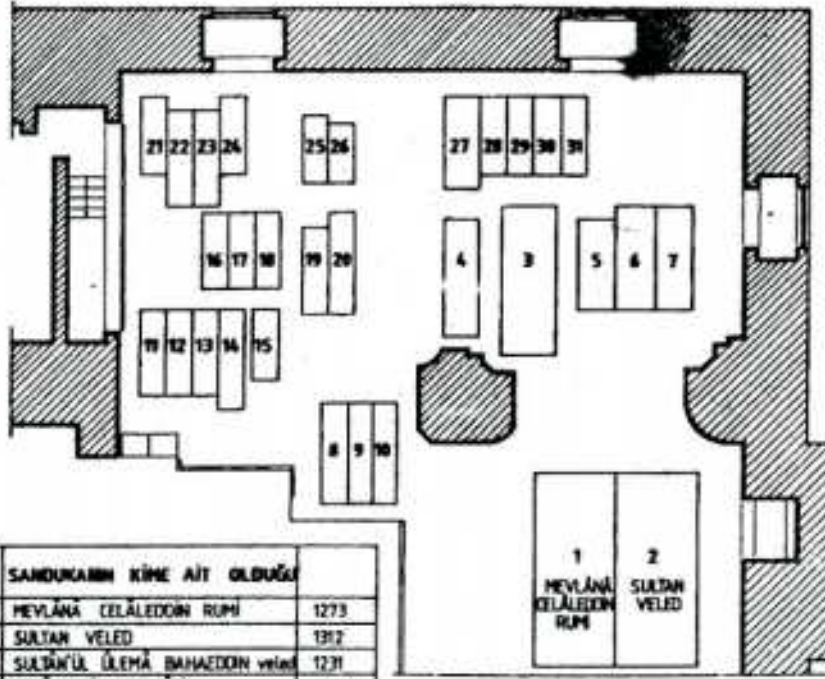
NO	SANDUKANIN KİME AİT OLDUĞU	
1	MEVLÂNÂ CELÂLEDDİN RUMİ	1273
2	SULTAN VELED	1312
3	SULTÂN'ÜL ÜLEMÂ BAHAEDDİN veled	1231
4	SELÂHADDİN ZERKÜBİ	1258
5	SİPEHSÂLÂR MECDEDDİN	1212
6	ALÂEDDİN ÇELEBİ	1261
7	ŞEMSEDDİN YAHYÂ	1292
8	ŞEMSEDDİN ÂBİD ÇELEBİ	1338
9	ULU ÂRİF ÇELEBİ	1320
10	BÜYÜK ZÂHİD ÇELEBİ	1333
11		-
12	VELED ÇELEBİ OĞLU ABDURRAHMAN	-
13	ŞEMSEDDİN ÇELEBİ	1921
14	ŞEYH KERİMEDDİN BEYTİ	1291
15		-
16		-
17		-
18		-
19	OSMAN ÇELEBİ KIZI VESİLE HANIM	1916

NO	SANDUKANIN KİME AİT OLDUĞU	VEFAT TARİHİ
20	SULTAN VELED OĞLU VÂCİD ÇELEBİ	1342
21	ÂBİD ÇELEBİ OĞLU ZÂHİD ÇELEBİ	1890
22	HÜSEYN ÇELEBİ OĞLU KERİMEDDİN Ç.	1887
23		-
24	KERİMEDDİN ÇELEBİ OĞLU GALİP Ç.	1919
25	EDHEM ÇELEBİ KIZI ZÜBEYDE	1817
26	İBRAHİM ÇELEBİ KIZI EMETULLAH HAN.	-
27	KARAMAN BEYLERBEYİ HASAN PAŞA	-
28	EDHEM ÇELEBİ OĞLU NESİB ÇELEBİ	1899
29	İBRAHİM ÇELEBİ OĞLU HÜSEYN ÇELEBİ	1895
30	YAKÛB ÇELEBİ OĞLU ÂDİL ÇELEBİ	1904
31	EDHEM ÇELEBİ OĞLU OSMAN ÇELEBİ	1904

قبور مبارکہ کی تفصیل کا یہ نقشہ میوزیم حضرت مولانا رُوم رضی اللہ عنہ کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر اورگان اریول کی محبت و مہربانی سے حاصل ہوا
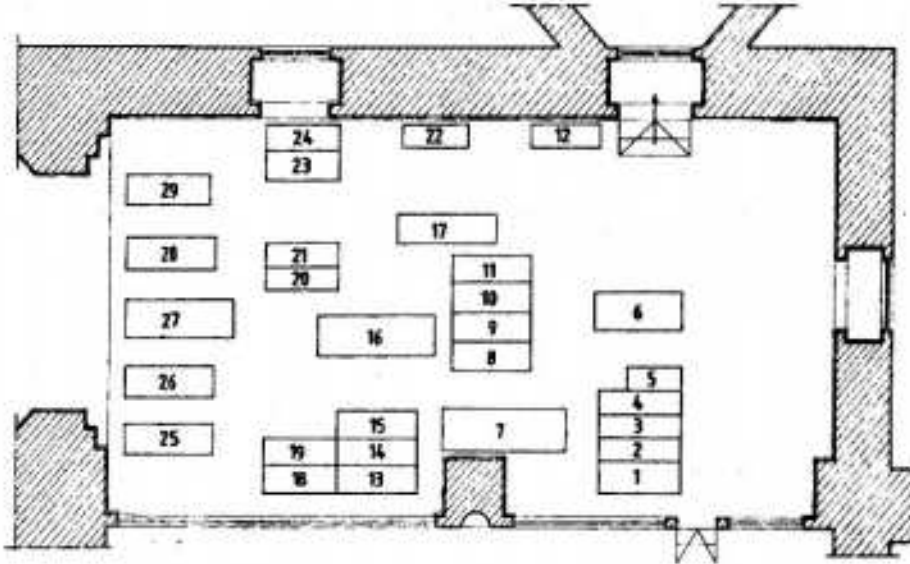
NO	SANDUKANIN KİME AİT OLDUĞU	VEFAT TARİHİ
1		—
2	CELÂLEDDİN ÇELEBİ	1838
3	SELÂHADDİN ÇELEBİ	—
4	ÂBİD ÇELEBİ	—
5		—
6	HUSÂMEDDİN HASAN ÇELEBİ	1946
7	HUSÂMEDDİN ÇELEBİ	—
8	ARDULVÂHİD ÇELEBİ	1907
9	SADREDDİN ÇELEBİ II	1881
10	MUSTAFA SAFVET ÇELEBİ	1887
11	FAHREDDİN ÇELEBİ	1881
12	ATA ÇELEBİ ZEVCESİ HEDİYE HANIM	—
13	II BOSTAN ÇELEBİ	1705
14		—
15		—

NO	SANDUKANIN KİME AİT OLDUĞU	VEFAT TARİHİ
16	BOSTAN ÇELEBİ I	1630
17	KARA BOSTAN ÇELEBİ TORUNU	—
18	HEMDEM SAİD ÇELEBİ	1858
19	HACI MEHMET ÇELEBİ	1815
20	EBUBEKR ÇELEBİ KIZI RÂBİA HANIM	—
21	ÂRİFE HANIM	1911
22	ATA ÇELEBİ	—
23	HEMDEM ÇELEBİ KIZI FERİDE	—
24	HEMDEM ÇELEBİ KIZI NESİBE	—
25	MELİKE HÂTUN	1329
26	CELÂLE HÂTUN	1283
27	EMİR ÂLİM ÇELEBİ	1277
28	MEVLÂNÂ KIZI MELİKE HATUN	1305
29	MEVLÂNÂ ZEVCESİ KERRA HATUN	1291

افتخار احمد حافظ قادری

کی دستیاب کتب کی

فہرست

نمبر شمار	نام کتاب	تعداد صفحات	B/W تصاویر	رنگین تصاویر
1	زیاراتِ مقدسہ	248	7	88
2	سفر نامہ ایران و افغانستان	296	28	61
3	دیارِ حبیب ﷺ	300	51	60
4	سرزمین انبیاء و اولیاء	112	-	212
5	زیاراتِ اولیائے پاکستان	112	-	212
6	سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ	256	2	37
7	زیاراتِ شام	112	-	120
8	شہرِ رسول ﷺ	112	60	61
9	بارگاہِ پیر رومی میں	128	13	34
10	سفرنامہ مع زیاراتِ مراکش	144	23	38
11	فضیلتِ اہلِ بیتِ نبویؐ	112	-	-
12	زیاراتِ مصر	224	-	111

No.F.5-6/2013-DBNB
GOVERNMENT OF PAKISTAN
NATIONAL HISTORY & LITERARY HERITAGE DIVISION
NATIONAL LIBRARY OF PAKISTAN

Islamabad 03, April, 2019

Subject:- **ACKNOWLEDGE RECEIPT.**

Dear Sir,

I acknowledge with thanks the receipt of the following books/brochures delivered to National Library of Pakistan under Copyright Law:

تعداد کتب	سال اشاعت	نام مصنف	نام کتاب	نمبرشمار
01	1999	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات مقدسہ (تحریروتصاویر)	-1
01	2000	افتخار احمد حافظ قادری	سفرنامہ ایران وافغانستان (تحریروتصاویر)	-2
02	2000	افتخار احمد حافظ قادری	زیارتِ حبیب ﷺ	-3
01	2001	افتخار احمد حافظ قادری	ارشاداتِ مرشد	-4
02	2001	افتخار احمد حافظ قادری	خزانۂ درُودوسلام	-5
01	2001	افتخار احمد حافظ قادری	دیارِ حبیب ﷺ (تحریروتصاویر)	-6
02	2001	افتخار احمد حافظ قادری	گلدستۂ قصائدِ مبارکہ	-7
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	قصائدِ غوثیہ	-8
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	سرزمینِ انبیاءواولیاء (تصویری البم)	-9
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات اولیائے پاکستان (تصویری البم)	-10
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	بارگاہِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	-11
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	-12
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	مقاماتِ مبارکہ آل واصحابِ رسول ﷺ	-13
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات شام (تصویری البم)	-14
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات شہر رسول ﷺ (تصویری البم)	-15
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف	-16
02	2005	افتخار احمد حافظ قادری	فضیلتِ اہل بیتِ نبوی ﷺ	-17
01	2006	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات مصر (تحریروتصاویر)	-18
01	2006	افتخار احمد حافظ قادری	بارگاہ پیر رومی میں (تحریروتصاویر)	-19

-20	سفرنامہ زیارات مراکش (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
-21	زیارات مدینہ منورہ (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
-22	زیارات ترکی (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
-23	زیارات اولیائے کشمیر (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2009	01
-24	گلدستہ درُود وسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2009	01
-25	تکمیل الحسنات	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-26	انوار الحق	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-27	خزینۂ درُود وسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-28	فرموداتِ حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-29	التفکر والاعتبار	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-30	70 صیغہ ہائے درُود وسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-31	ورفعنا لک ذکرک (92 صیغہ ہائے درُود وسلام)	افتخار احمد حافظ قادری	2011	01
-32	زیارات ایران (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2012	01
-33	سفرنامہ زیارت ترکی (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-34	کتابچہ حضرت دادا برلاس رحمۃ اللہ علیہ	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-35	ہدیۂ درُود وسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-36	سفرنامہ زیارات عراق واُردن (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-37	درُود وسلام کا نادر وانمول انسائیکلوپیڈیا (جلد اول وجلد دوم)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-38	سدرۃ شریف تا مدینہ منورہ (تحریر و تصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2014	01
-39	شانِ بتول رضی اللہ عنہا بزبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	افتخار احمد حافظ قادری	2014	01
-40	الصلوات الالفیۃ/صلوات النبویۃ	افتخار احمد حافظ قادری	2015	01
-41	شانِ علی رضی اللہ عنہ بزبانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
-42	عظائم الصلوٰات والتسلیمات	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
-43	شانِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بزبانِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
-44	سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
-45	الصلوات الالفیۃ بأسماء خیر البریۃ	افتخار احمد حافظ قادری	2017	01
-46	سفرنامہ زیاراتِ ازبکستان	افتخار احمد حافظ قادری	2017	01

01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	شاہِ حبشہ حضرت اصحمۃ النجاشی رضی اللہ عنہ	-47
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	سفر نامہ زیارتِ ترکی	-48
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	صلاۃ وسلام برائے زیارت خیر الانام ﷺ	-49
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	سفر نامہ زیارت شام	-50
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	سیدنا ابو طالب رضی اللہ عنہ	-51
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	الفیۃ الصلوات علی فخر الموجودات	-52
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	مناقب والدین مصطفیٰ کریم ﷺ	-53
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	حیات انور	-54
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	شہزادیٔ کونین علیہا السلام	-55
01	2019	افتخار احمد حافظ قادری	مومنین کی مائیں	-56

2. These valuable books have been added in the National Library Collection. The readers of the Library will get Knowledge and information from these books. I hope that National Library of Pakistan will receive all forthcoming publications in future.

With regards,

Yours sincerely

3/4/2019

(Muhammad Riaz)
Assistant Director/Delivery of Books &
Newspapers Branch

Iftakhar Ahmad Hafiz Qadri,
House 999/A-6, Street No.9,
Afshan Colony,
Rawalpindi Cantt.
Cell: 0344-5009536

مختصر تعارف

افتخار احمد حافظ قادری شاذلی، راولپنڈی

ملازمت

- پاکستان میں موجود غیر ملکی سفارت خانوں (شام، لبنان، قطر، سعودی ملٹری اتاشی) میں تقریباً 20 سال بطور معاون عربی زبان واکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔
- سعودی عرب (وزارت دفاع، ابواب الروضۃ، تیمورک العربیۃ السعودیۃ) میں تقریباً 10 سال بطور معاون عربی زبان واکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔

فوجی اعزازات (ایوارڈز)

- سعودی وزارت دفاع، ریاض میں بطور سعودی یونیفارم پرسن خدمات سرانجام دیں اور دوران ملازمت حکومت سعودیہ کی طرف سے 2 فوجی ایوارڈز سے نوازا گیا۔

لسانیات

- پاکستان میں سعودی عرب کے ثقافتی سنٹر "مركز تعليم اللغة العربية" سے عربی زبان کا دو سالہ کورس مکمل کیا۔
- سفارت خانہ ایران کے زیر انتظام ثقافتی سنٹر خانہ فرہنگ ایران سے فارسی زبان کا ایک سالہ ایڈوانس کورس مکمل کیا۔

زیارت مقدسہ کے اسفار

- وطن عزیز میں موجود زیارت مقدسہ کے علاوہ 11 بلاد اسلامیہ (حجاز مقدس/ شام/ مصر/ مراکش/ ایران/ عراق/ اردن/ لبنان/ افغانستان/ ترکی) میں کئی کئی بار زیارت مقدسہ پر حاضری کے لئے طویل ترین سفر طے کئے اور ان سفروں کے نتیجے میں کئی سفرنامے منظر عام پر آئے۔

تحریری کاوشیں

- الحمدللہ! اب تک 60 کے قریب کتب شائع ہو چکی ہیں جن میں بلادِ اسلامیہ میں زیارت مقدسہ کے سفرنامے، شخصیات (خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ الزہراء ؓ، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا حمزہ ؓ، خلفائے اربعہ، شاہِ حبشہ) اور درود و سلام کی کتب سرِفہرست ہیں۔

مضامین و مقالات

- روزنامہ نوائے وقت، الاخبار، اوصاف، دی نیشن، مجلّہ ضیائے حرم، فیضانِ سدرۃ، پیغامِ آشنا، نور الحبیب، کاروانِ قمر، طلوعِ مہر اور آئینہ کرم کے علاوہ دیگر کئی رسائل و جرائد میں 100 سے زائد مضامین و مقالات شائع ہو چکے ہیں۔

عالمی کانفرنسز میں شرکت

- سال 1983 اور سال 1984 میں وزارت سائنس و ٹیکنالوجی کی طرف سے OIC کے زیرِ انتظام دو بین الاقوامی کانفرنسز میں بطور معاون عربی زبان شرکت کی۔
- اکتوبر 2007 میں سرزمینِ ایران میں حضرت مولانا جلال الدین رومی ؒ پر منعقدہ عالمی رومی کانفرنس میں راولپنڈی ڈویژن کی طرف سے شرکت اور مقالہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- مارچ 2008 میں یونیورسٹی آف سرگودھا میں انٹرنیشنل رومی کانفرنس میں شرکت اور مقالہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

روحانی سعادتیں اور اعزازات کا حصول

- ستمبر 1996 میں 2 بار بیت اللہ شریف کے اندر حاضری کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی۔
- مرکزی مسجد حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ میں 16 اکتوبر 2001 نمازِ فجر کی اذان دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- مفتی اعظم عراق حضرت الشیخ السید عبدالکریم بیارہ ؒ کی 2 بار زیارت کا شرف حاصل ہوا، یہ وہ خوش نصیب شخصیت تھیں جنہیں سال 1932ء میں 2 صحابہ کرام کے مزارات مبارکہ کی منتقلی کے موقع پر ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

25/09/2019

التماسِ دُعا
معزز قارئین کرام سے درخواست ہے
کہ حضور پُر نور خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اُمتِ مرحومہ کی بخشش و مغفرت اور بلندی
درجات کیلئے دُعا فرمائیں اور بالخصوص
مصنف کتاب ہذا اور اُس کے مرحوم والدین
کریمین کے لئے بھی دُعاؤں کی درخواست
ہے۔شکریہ
افتخار احمد حافظ قادری

درگاہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ